ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان
جلد 9 | جولائی 2009ء بمطابق رجب ۱۴۳۰ھ | شمارہ 8



معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انبیاء کرام علیہم السلام کا عقیدۂ توحید



طالبان و بالِ جان
اداریہ

ماہِ رجب کے فضائل و مسائل

سرفرازی ہو گی حاصل تہیں ایران کی
ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی



حضور مفکرِ اسلام رحمۃ اللہ علیہ کا شبابِ مقدس

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

علمبرداران حق کی عظیم تحریک شیرانِ اسلام کا ترجمان

ماہنامہ الحقیقہ پاکستان

جلد 9 - جولائی 2009ء رجب المرجب ۱۴۳۰ھ - شمارہ 10

فہرست

زرِ تعاون

پاکستان فی پرچہ	20/- روپے	
بذریعہ ڈاک	250/-	سالانہ چندہ
یورپ	1 پونڈ	10 پونڈ
یو ایس اے	1.5 ڈالر	15 ڈالر
عرب ممالک	3 ریال	30 ریال

لاثانی بک اینڈ پرنٹنگ سنٹر

فون 0542-451734

"پردے اُٹھائے جاتے ہیں"

تصورات سے پردے اُٹھائے جاتے ہیں
حریم خاص کے جلوے دکھائے جاتے ہیں
حریم خاص کے آداب سب کو کب معلوم
جنھیں بلانا ہو ، ان کو سکھائے جاتے ہیں
شب وصال کا گویا تقاضا یہ بھی ہے
چراغ ہوش و خرد کے بجھائے جاتے ہیں
حجاب ڈال کے بیچارگی کے اپنوں پر
نگاہِ غیر سے یکسر چھپائے جاتے ہیں
تجلیات کی بارش کبھی جو برسائیں
دل و ضمیر بھی اس میں نہائے جاتے ہیں
دلوں کو چھیدتے ،روحوں میں نور بھرتے ہیں
جو تیر لطف و کرم کے چلائے جاتے ہیں
دو بوند قلب کی وسعت کو کوئی کیا جانے
ہزاروں عرش بھی اس میں سمائے جاتے ہیں
نثار جائیں ہم ان کی گدا نوازی کے
جو روتے آئے تھے ، اُن کو ہنسائے جاتے ہیں
ہماری بات کا بننا نہیں تھا کچھ ممکن
حضور بات ہماری بنائے جاتے ہیں
حضور آپ کی رحمت ہے اپنا برگ ونوا
جو ہوں نکمے وہ کب آزمائے جاتے ہیں
ہمارے دل کو بھی زندہ کریں ، یہ کیا مشکل
جو پتھروں سے بھی کلمہ پڑھائے جاتے ہیں
کبھی اک آہ میں ہوتا ہے طے سفر سارا
کبھی اک اشک پہ جاناں ملائے جاتے ہیں
کرم پہ شیخ کے ہے انحصار آسی کا !!
یہ اُتنا اُٹھتا ہے، جتنا اٹھائے جاتے ہیں

﴿حضور مفکر اسلام﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

یونس۔ ۶۲

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمۃ الحقیقہ — اداریہ

طالبان ــــــ وبالِ جان

سعید آسوی کے قلم سے

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ مملکتِ خداداد پاکستان اس وقت بین الاقوامی سازشوں کا گڑھ بن چکی ہے۔ اسی طرح جیسے مشرقی پاکستان بنا تھا۔ بھارت نے ستر ہزار مسلح فوجی سول کپڑوں میں مشرقی پاکستان میں داخل کر دیئے تھے۔ جنھوں نے مکتی باہنی کی بنیاد رکھی۔ مشرقی پاکستان کی سرحدوں پر گوریلا ٹریننگ کیمپ کھول دیئے، جہاں بنگالیوں کو ٹریننگ دے کر مسلح کیا جاتا تھا۔ ان مکتی باہنی گوریلوں نے جن کی تعداد تقریباً ڈیڑھ لاکھ تھی، پاک فوج کو لڑائی میں الجھا کر تھکا دیا اور پھر ہمیں ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔

اسی طرح آج غیر ملکی طاقتیں طالبان کو تربیت دے کر اور جدید ہتھیاروں سے مسلح کر کے پاک فوج کے مقابلے میں لے آئی ہیں۔ امریکی چھتری تلے پاک افغان سرحد پر اٹھارہ (18) سے زائد بھارتی مشن کام کر رہے ہیں، جن کے بارے میں امریکی و مغربی دانشور اور تجزیہ نگار بھی بار بار لکھ چکے ہیں کہ ان کا کام ویزوں کا اجراء نہیں ہے بلکہ دہشتگرد تیار کر کے قبائلی علاقوں اور بلوچستان میں بھیجنا ہے۔ نیز خودکش بم دھماکے کرانے ہیں اور یہ سب کچھ اسلام اور شریعت کے نام پر ہوتا کہ جہاں پاکستان سے جہاد کشمیر کا حساب برابر کیا جا سکے وہاں اسلام کو بھی خوب بدنام کیا جائے (نعوذ باللہ)

آج امریکہ لعین اس خطے میں جن اہداف و مقاصد کے حصول کے لئے سرگرم ہے، وہ یہ ہیں کہ اس نے وسط ایشیاء، روس، چین، ایران اور بھارت پر کیسے غلبہ حاصل کرنا ہے۔ بحیرۂ کیسپین اور وسط ایشیاء کے تیل اور معدنیات پر کیسے قبضہ کرنا ہے۔ اور بالخصوص اسلام اور اہلِ اسلام جو ممکنہ طور پر مستقبل قریب میں عالمِ یہود و نصاریٰ کے لئے ایک بڑا چیلنج اور خطرہ بن سکتے ہیں، کو کچلنا ہے۔ یہ سب کچھ تبھی ممکن ہے جب اسلام کا قلعہ پاکستان اس کی ایڑی کے نیچے رہے اور افغانستان میں اتحادی فوجوں کے خلاف مزاحمت ختم ہو جائے۔ چنانچہ ان مقاصد کی تکمیل کے لئے امریکہ ضروری سمجھتا ہے کہ پاکستان میں اس کی من پسند حکومت ہو اور پھر پاکستان کو تقسیم کر کے فاٹا اور بلوچستان کو آزاد کرا

کے یوگوسلاویہ کی طرح چند آزاد ریاستوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس وقت زمینی حقائق بتا رہے ہیں کہ امریکہ، اسرائیل اور بھارت کے مفادات مشترک ہو چکے ہیں۔ اسی طرح امریکی تھنک ٹینک پاکستان کے چند ماہ کے اندر ٹکڑوں میں تقسیم ہونے کی پیش گوئی اور اس کے متعلق نقشوں کی اشاعت کر رہے ہیں۔

مصدقہ اطلاعات کے مطابق دہشگردوں کا سب سے بڑا مرکز جلال آباد کے نزدیک ''سرخرو'' کے مقام پر بنایا گیا ہے، جہاں فاٹا اور بلوچستان سے لائے گئے پاکستانی نوجوانوں کو ٹریننگ اور اسلحہ دیا جاتا ہے۔ پاکستانی طالبان میں تاجک، ازبک، چیچن اور چینی عناصر جن پر 'سی آئی اے' اور 'را' کا مکمل کنٹرول ہے، بھرتی کر کے بھیجے جا چکے ہیں۔ جب حکومت پاکستان اور پختون طالبان کے درمیان معاہدہ ہوتا ہے تو یہ دہشگرد کارروائیاں کر کے توڑ دیتے ہیں اور پاک فوج جوابی کارروائی پر مجبور ہو جاتی ہے۔ وادی پنج شیر میں جبل السراج کے مقام پر موساد، سی آئی اے، ایم آئی 16 جرمن خفیہ ایجنسیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہاں سے بھی دہشگرد جدید اسلحہ سے لیس کر کے پاکستان بھیجے جاتے ہیں۔ وزیر داخلہ کے سینٹ میں انکشاف کے مطابق 10 ہزار غیر ملکی انسٹریکٹر طالبان کو گوریلا ٹریننگ دے رہے ہیں۔

یہ سب عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب ملکی حالات اسقدر سنگین ہو جائیں کہ خدانخواستہ وطن عزیز کی سلامتی داؤ پر لگی ہو تو فرمایئے حکمرانوں اور سیاسی لیڈروں پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ یہی ناں کہ حالات کو سنوارنے اور ملک بچانے کے لئے مقدور بھر کوشش کریں، نہ یہ کہ حالات سے گھبرا کر حکومتی بلکہ عوامی اخراجات پر طویل غیر ملکی دوروں پر نکلے رہیں۔ ہمارے حکمرانوں کے تساہل اور غفلت کی تو یہ صورتحال ہے کہ

☆ .... بھارت نے ہمارے دریاؤں پر 62 ڈیمز بنا کر پانی کی شدید قلت سے دوچار کر دیا ہے اور یہ اب تک یہ فیصلہ بھی نہیں کر سکے کہ اپنے دریاؤں کے پانیوں کو واگزار کرانے کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کریں۔

☆ .... ہمارے ائر چیف جناب مصحف علی میر کو ہوائی اڈے امریکہ کے حوالے کرنے سے انکار پر خاک و خون میں ملا دیا گیا اور یہ امریکہ کے سامنے صدائے احتجاج بھی بلند نہ کر سکے۔ کیا غیرت ملی اسی کو کہتے ہیں؟

☆ .... مغربی طاقتیں ہمیں ورلڈ بنک اور دیگر مغرب کی اجارہ داری میں پروان چڑھنے والے مالیاتی اداروں کے زیر بار لا کر من چاہی اصلاحات نافذ کر رہی ہیں اور جو چاہتے ہیں اسلام کش مطالبات منوا رہے ہیں اور یہ ہیں کہ بھیگی بلی بنے ہر حکم پر اطاعت و تعمیل پر آمادہ نظر آتے ہیں۔

☆ .... در بدر پھر کر غیر مسلم ممالک سے 'امداد' یعنی بھیک اکٹھی کر رہے ہیں، گویا خود ہی اپنی عزت نیلام کرتے پھر رہے ہیں۔ اے ہمارے بھکاری صدر! اپنی نہیں تو قوم کی عزت ہی کا خیال کریں۔ پیسہ ہی تو سب کچھ نہیں ہوتا۔

☆ .... علمائے حق اہلسنت کا قتلِ عام اور مزارات کی بیحرمتی جاری ہے جبکہ حکومت کو اپنی ''مصروفیات'' ہی سے فرصت نہیں، ان کی حفاظت سے اسے کیا غرض۔ بالخصوص دنیائے اسلام کے ممتاز عالم دین حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

کوئی معمولی سانحہ نہیں، مگر حکومتی اراکین کو تو اپنی جانیں بچانے کی پڑی ہے، ان کے نزدیک اپنی جان سب سے قیمتی، باقی جائیں جہاں جانا چاہیں۔ لعنت ہے ایسی سوچ پر اور ایسی حکومت پر۔

پھر زمین ادب چومتے ہوئے ہم یہ کہنے کی جسارت بھی کر رہے ہیں کہ ہمارے تمام علماء اس صورتحال میں اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر رہے (الا ماشاء اللہ)

جماعت اسلامی، جمعیت علمائے اسلام اور اس قبیل کی دیگر تنظیمیں دوہری روش کا مظاہرہ کر رہی ہیں اور اپنے موقف کو واضح نہیں کر رہے گویا کہ 'صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں' ان کا نقطہ نظر، ان کا لائحہ عمل بس اسی قدر ہے کہ زیادہ سے زیادہ 'میڈیا' میں ان رہ سکیں۔ بحیثیت جماعت ان کی واہ واہ ہوتی رہے۔ دو چار علماء وہ بھی ہیں کہ طالبان کی حمایت میں کھل کر رطب اللسان ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کے آباؤ اجداد قیام پاکستان ہی کے خلاف تھے۔ آج بھی پاکستان کو پنپتے اور پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتے چنانچہ ہر اس تحریک کے حامی ہیں جس سے ملک لہولہان ہو۔

علمائے اہلسنت پر علماء حق ہونے کے سبب سب سے زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ عوام میں شیطان صفت طالبان اور خودکش حملوں کے 'خالق' بیت اللہ محسود جیسے شیطان کے کرتوت آشکارا کریں اور کسی ممکنہ مزید خرابیِ صورتحال پر حفاظتی و دفاعی لائحہ عمل تیار کریں۔ نیز مشائخ اپنے اپنے متوسلین اور مریدین کو حقیقتِ حال سے آگاہ کر کے جہاں تک ممکن ہو عوامی سطح پر شعور پیدا کریں۔ یقیناً ہمارے یہ علماء و مشائخ لائق صد تحسین و آفرین ہیں جو اپنی ذمہ داریاں بخوبی نبھا رہے ہیں، لیکن کیا کیا جائے کہ میڈیا پر مخصوص چند 'مولوی نما' حضرات ہی مسلط کر دیئے گئے ہیں۔ ادھر ہمارے یہ سادہ لوح بزرگ بھی اپنے کارناموں کی تشہیر پسند نہیں فرماتے۔ چنانچہ بعض بے علم لوگوں کو یہ گلہ ہے کہ اس ساری صورتحال میں مذہبی علماء کچھ نہیں کر رہے۔ حالانکہ ہمارے علماء و مشائخ نے لاہور، کراچی، اسلام آباد اور دیگر بڑے شہروں میں عوام کو آگاہی دینے کے لئے جلسے جلوس کیئے، گو طالبان گو ریلیاں نکالیں۔ ''یا رسول اللہ کانفرنسیں'' منعقد کیں۔ تحریری شکل میں مواد کی جگہ جگہ اشاعت کی۔ چنانچہ علامہ سرفراز نعیمی اگر بم دھماکے میں شہید کیئے گئے تو ان کا 'قصور' بھی یہی تھا کہ انہوں نے طالبان اور محسود جیسے بھارتی و اسرائیلی گماشتوں کی حقیقت کو واشگاف کیا تھا۔ آج گولڑہ شریف سمیت دیگر نمایاں خانقاہوں کے سجادہ نشینوں کو ان بے ایمان طالبان کی طرف سے قتل کی دھمکیاں مل رہی ہیں تو اس کا سبب بھی ان خانقاہوں کی احقاقِ حق کے سلسلے میں اعلیٰ ترین کاوشیں ہیں۔ لہٰذا ان لوگوں کی سوچ قابل اصلاح ہے جن کو یہ وہم ہوا کہ علماء نے اس تمام صورتحال میں عوام کو حقیقت حال سے آگاہی نہیں دی۔

بہر حال ہم خدائے کریم کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ ملک پاکستان کا ہر شہری ملکی بہتری کے لئے کسی نہ کسی صورت میں اپنا حصہ ڈالے اور ارضِ مقدس کو جسے ہم نبی کریم ﷺ کا عظیم تحفہ سمجھتے ہیں۔ ہر قسم کے مصائب و آلام سے بچا کر ترقی کی شاہراہ پہ گامزن کرے۔

آمین بجاہ نبی الکریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم

☆

اتحادِ ملت

کی ضرورت و صورت

قسط: 27

حضورِ شیرِ اسلام
پروفیسر محمد حسین آسی
علیہ الرحمہ

(مجاہد اہلسنت حضرت علامہ محمد نواز نقشبندی مدظلہ العالی ڈسکوی کی نظر، جو میر اور دل بخوبی جانتے ہیں)

یہ بات گذشتہ قسط میں بیان ہو رہی تھی کہ قومی مسائل کا ہرگز یہ حل نہیں کہ بش اور ٹونی بلیئر جیسے شیطانوں کو راضی کرنے کے لئے قوم کو مادر پدر آزادی کی طرف دھکیل دیا جائے اور جس طرح موجودہ حکومت وطن عزیز کے اسلامی تشخص کو مٹانے کے درپے ہے، اس صورت حال کو برقرار رہنے دیا جائے۔ چنانچہ حکومت ہزار انکار کے باوجود بش کے اشارہ ابرو پر ناچ رہی ہے اور اسی کی 'ڈکٹیشن' کو عملاً یہاں کا دستور بنایا جا رہا ہے۔ آغا خاں تعلیمی بورڈ جیسے منصوبوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کی نیت اسلام کے بارے میں نہایت معاندانہ و مخالفانہ ہے۔ توہین رسالت ایکٹ میں جو ترمیم کر دی گئی ہے، اس سے یہ بات واشگاف ہو جاتی ہے کہ مشرف (جسے مشرف کہتے بھی اور لکھتے بھی) دکھ ہوتا ہے کہ خود چاہتا ہے کہ معاذ اللہ گستاخانِ رسول کی حوصلہ افزائی ہو اور جس طرح بے نظیر بھٹو اطاعت شیطان پر تلی ہوئی تھی، اسی کے منصوبوں کی تکمیل کی جائے۔ ہمیں افسوس ہے کہ نواز شریف کا نام ایک اسلامی ہیرو کے طور پر نہیں لیا جا سکتا۔ یہ بھی امریکی شیطانوں کے سامنے سراپا تسلیم و رضا بنا ہوا تھا۔ تاہم جو کچھ مشرف کر رہا ہے، ایسا کرنے کی کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔ اب جس انداز سے قوم کو غیرت ملی سے خالی کر کے اسے بے حیائی اور فحاشی کے راستے پر ہانکا جا رہا ہے، اس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ فلموں کو چیک کرنے کیلئے کبھی جو سنسر بورڈ ہوا کرتا تھا، شاید اب اس کو بھی سنسر کیا جاتا ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ کہیں یہ بے حیائی کے کسی منظر کو روکتا تو نہیں۔ پھر ٹی۔ وی اور این جی اوز کے چینلوں اور لٹریچر کے ذریعے ہر گھر کو سینما ہال بنانے کی ناپاک مساعی عروج پر ہیں۔

بلاشبہ اس کا توڑ ساری قوم کو کرنا چاہئے اور حکومت کے اس رویے کے خلاف احتجاج کرنا چاہئے۔ بش نے پاکستان کی تعلیمی پالیسی تبدیل کرائی جیسا کہ خود اس نے امریکی ٹی۔ وی چینل کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں اظہار کیا اور اسی سلسلے میں مشرف کو زبیدہ جلال سے متعارف کرایا گیا (روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۲ فروری ۲۰۰۵) اگرچہ حکومت کو اس کا اقرار نہ ہی مگر اس میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ شیطان اکبر اس بات میں سچا ہے۔ نجانے بش نے اپنے 'بندوں' کو اور کیا کچھ ہدایات دی ہیں اور اگر اتنی بات ہی ہو، تو بھی قوم کا تاریک مستقبل ناقابل تصور نہیں۔ یقیناً اس دھما کے سے سوئی ہوئی قوم کو بیدار ہو جانا چاہئے تھا مگر حکومت کی ساری ناپاک کوششوں کا عنوان یہی ہو کہ یہاں اسلام ذبح کیا جائے تو ترہیب و ترغیب کے سارے مواقع پر قابض ہونے کی بنا پر اور خود ملت کے خواب خرگوش میں سونے کی بنا پر ظاہر ہے صورت حال کا بدلنا آسان نہیں

مزاحمت کرنے والے لیڈروں میں مولانا فضل الرحمٰن اور قاضی حسین احمد صاحبان کا نام بہت نمایاں ہے۔ ان کے جلسے جلوس اور دھرنے اور مارچ وغیرہ بظاہر حکومت کی مخالفت میں ہیں لیکن سچ پوچھئے تو کبھی حکومت سے ان کا مقابلہ نورا کشتی ہی دکھائی دیتا ہے اور یوں لگتا ہے جیسا بش اور مشرف

کا گٹھ جوڑ ہو چکا ہے، اسی طرح مشرف کا ان سے بھی کوئی باطنی رابطہ ہے۔ گویا کسی حد تک وہی بات جو غالب نے کہی تھی،

ہیں ستارے کچھ ، نظر آتے ہیں کچھ

دیتے ہیں دھوکا یہ بازیگر کھلا!

اس سلسلے میں جناب عرفان صدیقی کا تبصرہ دیکھئے جوانھوں نے موجودہ طوفانِ فحاشی اور حکومت کے رویے پر کیا ہے۔

'مجھے اپنے مکرم ومحترم بزرگان دین سے بھی گلہ ہے جو اب ایک بڑی سیاسی قوت بن چکے ہیں۔ افسوس کہ وہ اس افتاد کا نہ تو پورا پورا احساس رکھتے ہیں اور نہ ہی اس طوفان کو روکنے کیلئے عزم راسخ کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایم۔ ایم۔ اے کو اس حیا باختگی، عریانی، فحاشی اور لچرپن کے خلاف فولادی فصیل بن جانا چاہئے تھا۔ لیکن وہ نہ جانے کن بھول بھلیوں میں کھو گئی کہ مغربی تہذیب اور بھارتی ثقافت کا سونامی ہمارے گھروں میں داخل ہو گیا۔ یہ محاذ ایم۔ ایم۔ اے کا محاذ تھا۔ اے آر ڈی اپنی ترجیحات رکھتی ہے اور اس میں شریک جماعتوں سے کسی کو یہ توقع نہ تھی کہ وہ بے حیائی کی اس تند و تیز آندھی کا رخ موڑ سکیں گی۔ ایم۔ ایم۔ اے کی تو ساخت اور پرداخت ہی اس فلسفے پر ہوئی ہے اور دینی، نظریاتی اور تہذیبی تشخص کی پاسبانی اس کا فرض اولیں ہے۔ لیکن ڈیڑھ حکومت کے آشوب نے اسے اس محاذ سے بھی غافل کر دیا۔ نتیجہ یہ کہ آج نہ صرف پرائیویٹ چینلز بلکہ پی۔ ٹی۔ وی بھی روشن خیالی کی دوڑ میں اتنی دور نکل گئے ہیں کہ شاید انھیں واپس لانا ممکن نہیں رہا۔ میں بسنت کی رات کے کم نصیب لمحوں کا حصہ بننے والے منظروں اور حرکتوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے اپنے علمائے کرام اور معاشرے کے تمام حساس طبقوں سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ کم از کم اس ضمن میں بے حسی کا مظاہرہ نہیں کریں گے۔ یہ ہمارے دین اور ہماری تہذیب ہی کا نہیں، ہماری آنے والی نسلوں کی بقا کا مسئلہ بھی ہے۔ کچھ ہی عرصہ قبل اس نجی ٹیلویژن چینل پر بہن اور بھائی کے جنسی تعلقات پر مبنی جو مذاکرہ ہوا، وہ شاید امریکہ یا یورپ کے کسی شہر میں بھی اس برہنہ اور مکروہ انداز میں نہ ہو سکے۔ اگر اجتماعی بے حسی کی گہری نیند یونہی جاری رہی تو کسی کو ہماری دفاعی دیوار میں نقب لگانے کی یا ہمارے ایٹمی اثاثوں کے بارے میں کوئی خفیہ پلان بنانے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہے گی کہ ہم گھروں میں بیٹھے بیٹھے راکھ کی ڈھیریاں بن جائیں گے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۸ فروری ۲۰۰۵ء)

دیکھا آپ نے اسلامی تہذیب کے خلاف حکومت کی کھلی بغاوت اور اس کو روکنے کے لئے ایم۔ ایم۔ اے کا کردار۔ بے نظیر بھٹو کے مطابق 'وردی' کے سوا کوئی مسئلہ نہیں اور اہل ایمان کے نزدیک وردی سے بہت بڑا مسئلہ اسلامی تہذیب و تمدن کے خلاف شیاطین کے ناپاک منصوبے ہیں۔ مگر عرفان صدیقی صاحب کے چشم کشا تبصرے کی رو سے قاضی صاحب اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو بھی اس کا پورا پورا احساس نہیں۔ اب اگر یہ لوگ برسر اقتدار آ جائیں تو پھر پاکستان کی تقدیر یہ بدلنے کی ان سے کیا توقع ہے اور اسلامی تعلیمات کا نفاذ تو ان کا نام نہاد نعرہ ہے، اگر واقعی یہی مشن ہوتا تو جماعت اسلامی کے بانی تشکیل پاکستان سے قبل قائد اعظم کو گالیاں دیا کرتے اور مفتی محمود کی جماعت انھیں کافر اعظم کیوں کہا کرتی۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ان کے نزدیک گاندھی اور نہرو محض کافر تھے اور دین حق کے نفاذ کے لئے ملک پاکستان بنانے کی کوشش میں اپنا سب کچھ لٹا دینے والا محمد علی جناح کافر اعظم۔ پھر افسوس ہے پاکستان بن جانے کے بعد بھی ان کا دل ٹھنڈا نہ ہوا اور مفتی محمود نے یہاں تک کہہ دیا

''خدا کا شکر ہے ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں ہوئے''

دیکھئے خدا کا شکر ادا کر رہے ہیں تو کس بات پر، کوئی شخص یہ بات کہے کہ خدا کا شکر ہے ہم نماز پڑھنے کے گناہ میں ملوث نہیں ہوئے تو آپ کو کتنا عجیب

محسوس ہوگا'

یا کوئی یہ کہے

'خدا کا شکر ہے کہ ہم نے آج تک کوئی روزہ نہ رکھا'

اگران باتوں سے اسلام دشمنی کی بو آتی ہے کہ نماز اور روزے کو جو ارکان اسلام ہیں معاذ اللہ گناہ قرار دیا جا رہا ہے تو واللہ مفتی محمود کا مذکورہ جملہ ان سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اور پاکستان کی تشکیل سے دو عشرے بعد ان کا یہ فتویٰ اس بات کی علامت ہے کہ وہ پاکستان کا وجود ایک گناہ خیال کرتے ہیں اسی طرح ان کے سپوت یعنی فضل الرحمٰن کا بے نظیر بھٹو کی وزارت عظمیٰ کے دور میں یہ کہنا کہ پاکستان کا قیام اس صدی کا سب سے بڑا فراڈ ہے اسی قبیل کا ہے۔ مولانا کی ڈھٹائی اور پاکستان کے ساتھ ان کے بغض قلبی کا یہ عالم ہے کہ ابھی دو سال پہلے انہوں نے بھارت میں جا کر کیا کچھ نہیں کہا (قابل غور یہ ہے کہ اس وقت بھی وہ اسی ایم۔ ایم۔ اے کے مرکزی رہنما تھے) پھر ان کی کشمیر پالیسی کیا ہے؟ گویا اب بھی وہ پاکستان میں رہنے کے باوجود 'دیوبند' کی ہندو نواز پالیسی کے ہی دلدادہ ہیں۔ بھارت کی سیکولر حکومت میں آج تک کتنے مسلم کش فسادات ہو چکے ہیں مگر ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اور جس طرح پاکستان کے بارے میں ان کا دل ابھی تک صاف نہیں ہوا، یونہی بھارت سے ان کا دل نہیں پھرا۔ گویا ان کی 'وفا و جفا' کا معیار وہی ہے اور دوستی و دشمنی کے پیمانے وہی ہیں، بقول سرمد

سرما بگذشت و ایں دلِ زار چناں	گرما بگذشت و ایں دلِ زار چناں
القصہ تمام سرد و گرم عالم !	برما بگذشت و ایں دلِ زار چناں

اس میں کیا شک ہے کہ بھارت کی اسلامی ممالک میں 'نیک نامی' کا اہم سبب یہی ہیں۔ انھیں عوام و خواص کو شیشے میں اتارنا خوب آتا ہے۔ لہذا بہت سے لوگ ان کے ظاہری تقوے اور جبہ و دستار سے متاثر ہو جاتے ہیں اور پھر وہ ان کے دام ہمرنگ زمیں میں پھنس کر خود کو ان کی طرح آزاد سمجھتے ہیں۔

تسبیح تو نے ڈال کے گردن میں اے صنم

کھینچا ہما کو مرغ مصلّی کے جال میں

ہندوستان کے ہندوؤں کے لئے ان کی خدمات مسلم ہیں۔ انھوں نے ان کے ذریعے اسلامی ممالک کو خود پر مہربان کر لیا ہوا ہے۔ اپنے 'اسلامی مدرسہ' دیوبند میں اگر بھارتی صدر اور وزیر اعظم کی صدارت کراتے ہیں تو یہ ان کا بہت بڑا کارنامہ نہیں۔ ان کا بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ ابن سعود، نہرو کو بلائے اور اس مشرک و دشمن اسلام کو 'یا رسول السلام' نہرو کہہ کر اس کا استقبال کرے (اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ جس طرح نہرو کے زمانے میں مسلم کش فسادات بھارت میں ہوئے اور بار بار

'ہو گیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو'

یہی صورت حال سعودی خاندان کے حجاز مقدس پر قبضہ جماتے وقت ہوئی تھی یعنی انھوں نے طائف، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا کیونکہ ان کے نزدیک آباؤ اجداد کی روش پر چلنے والے مسلمان نہیں تھے بلکہ مشرک تھے۔ آخر 'رسول السلام' اور 'رسول الاسلام' دونوں کے معانی پیغمبر امن ہی تو ہیں۔ یہ لقب تو حضور ﷺ کا سمجھا جاتا رہا مگر 'شاہ عرب' نے اس سے ایک بدترین کافر کو نواز دیا، مختار کل جو ہوئے۔

جس طرح 'دیوبند' نے بھارت کی ایسی خدمت کی جس کا جواب نہیں، یونہی ہندو نے جو مسلمان کے خون کا پیاسا ہے، دیوبند کی طرف آنکھ میلی کر کے بھی نہیں دیکھا، گویا 'خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو' آخر سوچئے تو سہی ہندو اسلام کے فرزند کا خون پانی کی طرح بہاتا ہے،

دیوبند کے فرزند پر ایسا مہربان کیوں ہے۔

کبھی آپ نے سوچا کہ 'دیوبند' آخر ہمیشہ اسلام دشمنوں کا ساتھ کیوں دیتا رہا، پہلے پہل انگریز کا، پھر جب انگریز کا جانا بالکل واضح ہوگیا تو ہندو کا گرویدہ ہوگیا۔ مسلمانوں کو مشرک کہنے والا آخر اصل مشرکوں کو اتنا پسند کیوں کرتا ہے، اس لئے کہ اس کی توحید 'قرآنی وایمانی' توحید نہیں، بلکہ محض توہین رسالت چھپانے کا ایک ذریعہ ہے۔ مسلمان پہلے دن سے اس بارے میں بڑے محتاط تھے کہ دانستہ تو کجا، نادانستہ بھی اللہ کے محبوب مکرم ﷺ کی بے ادبی نہ ہونے پائے، کیونکہ قرآن حکیم نے حضور ﷺ کو عبادات پر بھی ترجیح یا فوقیت دی ہے۔

وتعزروہ وتوقروہ تسبحوہ بکرۃ واصیلاً ٥

ترجمہ: اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو صبح وشام اللہ کی پاکی بولو

کتنا واضح ارشاد ہے، پہلے حضور اکرم ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور پھر اللہ کی صبح وشام عبادت۔ آخر کیوں؟ اس لئے کہ یہ ادب رسول ﷺ سب سے بڑی عبادت ہے (کیونکہ یہ اللہ کے ادب کی حتمی علامت ہے) چنانچہ حضور پرنور ﷺ کی اتنی سی بے ادبی کی جائے کہ آپ کی آواز مبارک سے کسی کی آواز بلند ہوجائے تو اس بدنصیب کے عمر بھر کی عبادات وحسنات ضائع ہوجاتی ہیں۔ لہذا سب کا یہی تصور بلکہ عقیدہ تھا

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

چونکہ مسلمانوں کو کسی صورت 'بے ادبی' کا مرتکب گوارا نہیں تھا لہذا نجد ودیوبند کے کارفرماؤں نے اس سے بڑا نعرہ لگایا اور وہ تھا 'تحفظ توحید' کا۔ یعنی یہ کہ حضور ﷺ کا ادب کرنے سے 'توحید' خطرے میں پڑجائے گی اور بندہ مشرک ہوجائے گا یعنی بے ادبی کفر تھی تو اس پر آمادہ کرنے کے لئے 'توحید' کا ڈھونگ رچایا۔ دوسرے لفظوں میں ان کی توحید توحید نہیں بلکہ توحید کا ڈھونگ ہے۔ اس لئے انھیں ہر دشمن اسلام سے محبت ہے اور ہر گستاخ رسول ان کے نزدیک قابل اقتدا اور لائق تعظیم ہے۔ حکومت کی موجودہ روش اور بے حیائی وعریانی کا یہ سیلاب ہمیں اس لئے بھی محسوس ہوتا ہے کہ اللہ کے فضل سے ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حاضر وناظر ہیں، یقیناً امت کی یہ بے راہروی امت کے والی ﷺ کی ناراضی کا سبب ہے۔ ان کے ہاں اللہ کے نبی ﷺ کو حاضر وناظر سمجھنا بھی شرک ہے لہذا کوئی کچھ بھی کرے، حضور ﷺ کو ان کے عقیدے کے مطابق نہ علم ہے اور نہ ان کی ناراضی کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ یہ تو وہ تاثر ہے جو انھوں نے دیا ہے، خود ان کا اپنا حال ہے کہ جو کام حضور پرنور ﷺ کی ناراضی کا ہو، انھیں وہی پسند ہے

رہ گئی یہ بات کہ قاضی مولانا موصوف اور ان کے بزرگ آخر 'پاکستان' کی تعمیر وتشکیل کے کیوں خلاف تھے۔ ایک تو یہی بات کہ چونکہ پاکستان کی تشکیل میں حضور پرنور ﷺ کی مرضی تھی، لہذا انھیں پاکستان کی مخالفت ہی کرنا تھی۔ ذرا سوچو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پیارے نواسے ہیں اور یزید اہل بیت کا قاتل، انھیں امام حسین رضی اللہ عنہ سے عموماً بغض ہے اور یزید سے عموماً عقیدت۔ اسی لئے نا کہ جو سیاہ کارنامہ اس نے سرانجام دیا، بقول حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اس کی جرأت شاید کسی کافر فرنگ کو بھی نہ ہو۔ مگر یہ ہیں کہ اس کی عقیدت میں مرے جاتے ہیں اگر انھیں حضور ﷺ کے فیصلے پر 'ایمان' ہوتا اور حضور پرنور ﷺ کی رضا ہی مقصود ہوتی تو ان کے شہزادے سے بغاوت نہ کرتے اور یزید جس کے بارے میں محبوب خدا ﷺ نے فرمایا

اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید (البدایہ والنہایہ، تاریخ الخلفا)

ترجمہ: سب سے پہلے میرے طریقے کو جو بدلے گا بنی امیہ کا شخص ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا

اس کے بعد اس نے مدینہ منورہ میں قتل عام کیا اور پھر مکہ معظمہ میں اس کے لشکر نے خاص کعبہ مقدسہ پر آگ برسائی، مگر نجد ودیوبند کا پھر بھی

وہ ہیرو ہے، شاید سعودیوں نے حرمین شریفین میں جو مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا، اسی کی رسم وفا کو زندہ وتازہ کرنے کے لئے کیا تھا۔

جس طرح متعدد قرآنی آیات اور حدیثی روایات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت کا سبق دیتی ہیں اور اس کے باوجود نجد و دیوبند کا عمومی کردار ان کے بغض پر مبنی ہے، یونہی کسی گذشتہ قسط میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مولانا حسین احمد دیوبندی کے بقول حضور ﷺ نے ان کے خواب میں تشریف لا کر قیام پاکستان کی پیشگوئی اور اس سے اپنی خوشنودی کا اظہار کر دیا تھا، پھر بھی مولانا موصوف نے کانگرس کی حمایت نہ چھوڑی اور قائد اعظم کا ساتھ بھی نہ دیا بلکہ برملا کہا تو یہ کہا۔

''تکوینی امور میں نبی (ﷺ) کی اطاعت ضروری نہیں''

ایمانداری کے ساتھ سوچئے کہ کتاب و سنت میں رسالت کے بارے میں یہی عقیدہ دیا گیا ہے بلکہ کیا اسے 'کفر' سے تعبیر نہیں کیا گیا۔ یہاں سوال یہ بھی ہے کہ جس شخص نے اس خواب کے بیان کرنے پر مسلم لیگ کا ساتھ نہ دینے کی وجہ پوچھی تھی، کیا وہ مولانا کے اس جواب سے مطمئن نہ ہوا اور حاضرین میں سے کسی نے خود اس باغی رسول کا ساتھ چھوڑا، ہرگز نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ لوگ اپنے ظاہری تقوے اور جبہ و دستار کے التزام سے اپنے ماننے والوں کے یہ بات ذہن نشین کرا چکے ہوتے ہیں کہ نجد و دیوبند کے اکابر غلطی سے پاک ہیں، ایک طرف صریح آیت ربانی یا حدیث نبوی ہو، اسے چھوڑنا نجد و دیوبند کے فرزندوں کو گوارا ہے مگر اپنے کسی ملا کی بات کو ٹھکرانا گوارا نہیں۔ یقیناً یہ لوگ اسلام کا نام لیتے ہیں وزن بیت کے لئے یا اپنے نام نہاد تقویٰ کا تصور مزید مضبوط کرنے کے لئے۔ ورنہ انھیں اسلام سے کوئی لگاؤ یا طبعی وقلبی مناسبت نہیں ہوتی۔ ان کا درون خانہ مذہب اور ہوتا ہے اور برون خانہ نعرہ اور۔ واللہ اگر یہ اسلام سے مخلص ہوتے تو ملت کو یہ دن دیکھنے نہ پڑتے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے آج سے بیس اکیس سال پہلے قلعہ سیالکوٹ کے جناح ہال میں پی۔ اے۔ ایف والوں نے ایک محفل میلاد کا اہتمام کیا۔ اس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء مدعو تھے۔ غیر مقلد حضرات کی طرف سے ان کا مشہور لیڈر پروفیسر ساجد میر صاحب بھی مقررین میں شامل تھے۔ میرے ذمے ان سب تقاریر پر تبصرہ کرنا تھا۔ پروفیسر صاحب نے حضور پر نور ﷺ کی شان میں ایسی اچھی تقریر کی کہ میرے سمیت دوسرے حاضرین بھی دنگ رہ گئے۔ میں نے سب سے آخر میں خطاب کیا اور لمحہ فکریہ کے طور پر عرض کیا کہ جن خیالات کا یہاں اظہار مختلف مکاتب فکر کے ترجمانوں نے کیا ہے، اگر اسی قسم کے خیالات کا اظہار یہ اپنی اپنی مساجد میں بھی کریں تو 'اتحاد ملت' کا راستہ کوئی نہیں روک سکتا۔ خرابی یہی ہے کہ یہاں جو کچھ فرمایا گیا ہے اپنے اپنے ماحول میں خود یہ اپنے خیالات کی تردید کرتے ہیں اور ملت کی کشتی گرداب انتشار سے نکل کر اتحاد کے ساحل تک نہیں پہنچ پاتی۔

اس محفل میلاد جناح اسلامیہ کالج کے ایک پروفیسر دیوبندی حضرات کے نقیب وترجمان تھے، انھوں نے بھی یہاں بہت اچھی باتیں کیں مگر اپنے ماحول میں ان کا انداز بیان بھی مختلف بھی ہوتا تھا اور یہ میرا ذاتی مشاہدہ تھا چنانچہ ایک دفعہ جب میں بی۔ اے میں ان کا سٹوڈنٹ تھا اور کالج کی اسلامک سوسائٹی پریذیڈنٹ۔ انھوں نے یزید کے جنتی ہونے کو شک وشبہ سے بالاتر قرار دیا۔ چند سال بعد جب میں بھی اسی کالج میں فرائض تدریس سرانجام دینے لگا تو ایک دن وہاں یوم سید الشہداء منایا گیا۔ میں نے کھل کر یزید کو گالیاں دیں اور اس کے خلاف دلائل کا انبار لگا دیا۔ میں منتظر تھا کہ پروفیسر موصوف ان کی تردید کی کوشش کریں گے مگر پروفیسر صاحب نے اپنی تقریر میں اس 'یقینی جنتی' کو مجھ سے بھی بڑھ کر گالیاں دیں۔ دیکھا آپ نے نجد و دیوبند کا مزاج۔

قرآن پاک فرماتا ہے۔

واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا ج واذا خلوا الی شیطینھم قالوا انا معکم لا انما نحن مستھزء ون ٥

ترجمہ: اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو یوں ہی (مسلمانوں سے) ہنسی کرتے تھے۔ (البقرہ:۱۴)

واللہ ایسے لوگوں کا اللہ جل مجدہ اس کے قرآن اور اس کے دین اسلام سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ اسی پروفیسر صاحب نے ایک دفعہ برملا کہا تھا کہ 'کون کہتا ہے اسلام میں مساوات ہے' اسلام میں کہیں مساوات نہیں'۔ طلبا نے اردو کے صدر شعبہ سے پوچھا تو انھوں نے بالکل ریش بریدہ دنیادار ہونے کے باوجود فرمایا ہم تو یہی دین اسلام کا امتیاز اس کو سمجھتے آئے ہیں کہ اس میں مساوات ہے۔ اب اگر اسلامیات کے استاد کو اس کا انکار ہے تو کیا کہا جاسکتا ہے۔"

ہاں ہاں جو نابکار محبت و غیرت رسول سے خالی ہو جائے، وہ اللہ کی محبت و غیرت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ اب جن لوگوں نے اپنے اپنے رہنماؤں کو اللہ ورسول ﷺ کے مقابلے میں اپنا اپنا مرکز محبت بنالیا ہے، انہوں نے گویا ملت اسلام کی بجائے اپنی نئی نئی ملتیں بنالی ہیں۔ سچا مسلمان سب کو چھوڑ سکتا ہے مگر اللہ اور اس کے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت و غیرت کو ترک نہیں کر سکتا 'الحقیقہ' کے اجرا کا بھی یہی مقصد ہے کہ جو شخص بھی حضور ﷺ سے ہٹا کر قوم کو اپنی طرف لگاتا ہے وہ ارباب من دون اللہ میں شامل ہے۔ خواہ کوئی ہو اور کچھ بھی کہلائے۔ آج مختلف مکاتب فکر نے اپنے اپنے تعلیمی ادارے کھول رکھے ہیں جنھیں دیکھ کر اکبر کا یہ شعر یاد آتا ہے

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی!

گذشتہ دنوں ایک مہربان نے فرمایا کہ تو نے 'طاہر القادری' کے خلاف جو کچھ لکھا حق ہے، مگر نرمی برتیے۔ میں نے کہا جو شخص بھی حضور پر نور ﷺ کی بجائے ملت کا خود مرکز محبت بننا چاہتا ہے، ہم اس کے خلاف جہاد کریں گے خواہ کوئی بھی ہو اور کہیں بھی ہو۔ پروفیسر صاحب نے جب رمضان المبارک میں دوپہر کے وقت پریس کانفرنس کر کے ان کو کھانے کی دعوت دی تو وہ بلبلا اٹھے کہ ہم تو روزے سے ہیں۔ ایمانداری سے بتائیے کہ حضور پر نور ﷺ ایسے شخص کو پسند کر سکتے ہیں۔ پروفیسر صاحب کے عاشقوں کو اگر حضور پر نور ﷺ کی رضا و ناراضی سے کوئی دلچسپی نہیں تو یہ کس کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ اور جس کی تربیت بھی اس 'منہاج' پر ہوگی، ہم اس کے مقابلے میں اپنے نبی ﷺ کا ساتھ دیں گے، انشاء اللہ ہم یہ جہاد ہر قیمت پر جاری رکھیں گے اور کسی بھی مصلحت کا شکار نہیں ہوں گے۔

آج ملت کا اتحاد سب سے ضروری ہے مگر ملت کا فرد وہی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے یہی نعرہ لگائے

محمد ﷺ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر برادر جان، مال اولاد سے پیارا

اگر ملت کی تقدیر بدلنا ہے تو اس کی یہی صورت ہے کہ عشق نبی ﷺ سے سینے گرمائے جائیں اور اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کی غیرت پیدا کی جائے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

☆☆

سورۃ الضحیٰ کا اجمالی تعارف

محقق شہیر حافظ محمد رمضان اویسی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆......ابتداء دو قسمیں

۱: والضحیٰ — چاشت کی قسم

۲: و اللیل اذا سجیٰ — اور رات کی جب پردہ ڈالے

☆......حضور سید عالم ﷺ کی نبوت کے حوالہ سے تین مثالیں

۱: ما ودّعک ربک و ما قلیٰ — کہ تمہارے رب نے چھوڑا اور نہ مکروہ جانا

۲: وللاٰخرۃُ خیر لک مِن الاولیٰ — اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے

۳: وَلسوفَ یُعطیکَ رَبُّکَ فترضیٰ — اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

☆......حضور ﷺ کی زندگی مبارک کے تین حال

۱: اَلَم یَجِدکَ یتیماً فاوٰی — کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی

۲: وَوَجدَکَ ضالاً فَھدیٰ — اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی

۳: وَوَجدَکَ عائِلاً فَاَغنیٰ — اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا

☆......حضور ﷺ کو تین حکم

۱: فَاَمّا الیَتیمَ فلا تَقھر — تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو

۲: وَاَمّا السَّائِل فلا تَنھر — اور منگتے کو نہ جھڑکو

۳: وَاَمّا بِنِعمۃِ رَبِّکَ فَحدِّث — اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو

شانِ نزول

اشتکی رسول اللہ ﷺ فلم یقم لیلتین او ثلاثا فجاء ت امراۃ فقالت یا محمد انی لارجو ان یکون شیطانک قد ترکک لم ارہ قربک منذ لیلتین او ثلاث فا نزل اللہ والضحیٰ و اللیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک و ما قلیٰ (بخاری، کتاب التفسیر۔ باب ما ودعک ربک وما قلیٰ جلد۲ص ۷۴۸)

ترجمہ: حضور سید عالم ﷺ کی صحت مبارک درست نہ رہی چنانچہ حضور ﷺ دو یا تین راتیں شب بیداری نہ فرما سکے۔ایک گستاخ عورت آئی اور کہنے لگی اے محمد (ﷺ) مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے،میں نے دو یا تین رات سے اسے تمہارے قریب آتے نہیں دیکھا۔اس وقت اللہ تعالیٰ نے و الضحیٰ و اللیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک و ما قلیٰ نازل فرمائی۔

عن جندب البجلی قال کنت مع النبی ﷺ فی غار فد میت اصبعہ فقال النبی ﷺ ھل انت الا اصبع دمیت و فی سبیل اللہ ما لقیت قال و ابطأ علیہ جبریل علیہ السلام فقال المشرکون قد ودع محمد فانزل اللہ تبارک وتعالیٰ ودعک ربک و ما قلیٰ (جامع الترمذی، ابواب التفسیر جلد۲ص ۱۷۲)

ترجمہ: حضرت جندب بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں غار میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا کہ آپ کی انگلی مبارک سے خون بہہ نکلا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو ایک انگلی ہی تو ہے جو خون آلود ہوئی اور یہ تکلیف تجھے اللہ تعالیٰ ہی کے راستے میں پہنچی۔راوی کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام کے آپ کے پاس آنے میں تاخیر ہوگئی تو مشرکین نے کہا محمد ﷺ کو چھوڑ دیا گیا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی و ما ودعک ربک و ما قلیٰ

قسم ارشاد فرمانے کی وجہ:

قانون یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے خلاف دعویٰ کرے تو لازم ہے مدعی اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کرے اور اگر مدعی گواہ پیش نہ کر سکے تو مدعیٰ علیہ پر قسم آتی ہے۔"البینۃ علی المدعی و الیمین علی من انکر"

مشرکین کا یہ دعویٰ تھا کہ حضرت محمد ﷺ کو ان کے رب نے چھوڑ دیا ہے اور آپ سے بیزار ہو گیا ہے (نعوذ باللہ) اب ان پر لازم تھا کہ اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کرتے اور جب وہ اپنے اس دعویٰ پر گواہ نہیں پیش کر سکے تو قاعدہ کے مطابق آپ ﷺ پر لازم تھا کہ ان کے دعویٰ کے انکار پر قسم اٹھاتے۔پس قسم آپ ﷺ پر آتی تھی لیکن کرم بالائے کرم آپ کی جگہ پر خود اللہ تعالیٰ نے قسم ارشاد فرمائی

و الضحیٰ و اللیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک و ما قلیٰ

قرآن مجید اور قسمیں

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی نسبت قسمیں ارشاد فرمائی ہیں

۱:	زمانہ مصطفےٰ کی قسم	و العصر	اس زمانہ محبوب کی قسم	(العصر۱)
۲:	شہر مصطفےٰ کی قسم	لا اقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد		(البلد ۱،۲)

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو

۳: کلام مصطفیٰ کی قسم و قیلہ یارب ان ھولاء قوم یلا یؤمنون (الذخرف ۸۸)

ترجمہ: مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

۴: جانِ مصطفیٰ کی قسم لعمرک انھم لفی سکر تھم یعمھون (الحجر ۷۲)

ترجمہ: اے محبوب تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں

۵: ذاتِ مصطفیٰ کی قسم و النجم اذا ھویٰ (النجم۱)

ترجمہ: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج میں اترے۔

نجم سے مراد سرکاردوعالم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے حدیث مبارکہ میں ہے سرکاردوعالم ﷺ نے جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا یاجبریل کم عمرک من السنین؟ فقال یا رسول اللہ ﷺ لست اعلم غیر ان فی الحجاب الرابع نجمایطلع فی کل سبعین الف سنة مرة . رایة اثنین و سبعین الف مرة. فقال علیه السلام یا جبریل و عزة ربی انا ذلک الکوکب (روح البیان جلد۳ص ۵۴۳)

ترجمہ: اے جبریل تیری عمر کتنی ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بس اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ستر ہزار سال کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا تھا میں نے اس کو بہتر ہزار بار دیکھا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے جبریل مجھے رب تعالیٰ کی عزت وجلال کی قسم وہ ستارہ میں تھا۔

۶: رب محمد کی قسم اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی قسم متعدد بار ارشاد فرمائی ہے ان میں زیادہ تر اضافت ربوبیت کی سید عالم ﷺ کی طرف ہے جو عظمت مصطفیٰ پر دال ہے یعنی دلالت کرنے والی ہے

فوربک لنسئلنم اجمعین (الحجر ۹۲) ترجمہ: تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے۔

فو ربک لنحشر نھم و الشیاطین (مریم ۶۸) ترجمہ: تو تمہارے رب کی قسم ہم انہیں اور شیطانوں سب کو گھیر لائیں گے

فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم (النساء۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔

رب کی اضافت نبی اکرم ﷺ کی طرف اور نکتہ

۱: کلام عرب کا یہ قاعدہ ہے کہ مضاف کی معرفت مضاف الیہ سے ہوتی ہے جبکہ وہ معرفہ ہو۔ قانون: "تعریف المضاف ان اضیف الیٰ معرفة" (ھدایۃ النحو) جیسے "غلام زید" (زید کا غلام) میں غلام کی معرفت زید سے ہوتی ہے ورنہ صرف "غلام" نکرہ ہے اس کی پہچان نہیں ہے۔ بلا تشبیہ رب تعالیٰ لاتعداد پردوں میں مستور تھا "کنز ا مخفیا" اسے کوئی پہچانتا نہ تھا چونکہ اس کی معرفت کا سب سے بڑا وسیلہ اس کی ذات کا مظہر اتم حضور سید عالم ﷺ ہی ہیں لہٰذا ربوبیت کی اضافت بھی آپ ہی کی طرف فرمادی۔

۲: ربوبیت کی اضافت سرکاردوعالم ﷺ کی طرف کر کے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ تو تمام جہانوں کا رب ہے، پالنے والا ہے شئی کو تدریجا درجہ کمال تک پہنچانے والا ہے۔ مگر اپنے محبوب علیہ السلام کی خصوصی تربیت فرماتا ہے اور خصوصی انعامات سے نوازتا ہے

رسالت مصطفیٰ کی قسم	و الضحیٰ	رسالته ﷺ (روح المعانی ۳۰ص ۱۵۴) آپ کی رسالت کی قسم
علم مصطفیٰ کی قسم	و الضحیٰ	نور علمه تعالیٰ الذی یعرف المستور من الغیوب (روح المعانی ۳۰ص ۱۵۴) اس نورعلم کی قسم جس سے مخفی غیب منکشف ہوجاتا ہے
مصطفیٰ کے ظاہر کی قسم	و الضحیٰ	بعلانیتک التی لا یری علیها الخلق عیبا (تفسیر کبیر ۳۵/۲۱۵) ترجمہ: آپ کی ظاہری حیات کی قسم جس میں مخلوق نے آپ کا کوئی عیب نہیں دیکھا۔
یوم ولادت مصطفیٰ کی قسم	و الضحیٰ	مراداز ضحیٰ روز ولادت پیغمبراست، آپ کے ولادت باسعادت دن کی قسم (تفسیر عزیزی)
رخ مصطفیٰ کی قسم	و الضحیٰ	بوجه محمد ﷺ (تفسیر کبیر جلد۳۰ص ۲۱۰) محمد ﷺ کے چہرۂ انور کی قسم
مصطفیٰ کے باطن کی قسم	و اللیل	بسرک الذی لا یعلم علیه عالم الغیب عیباً (تفسیر کبیر جلد۳۰ص ۲۱۰) آپ کے باطن کی قسم جس میں عالم الغیب نے آپ کا کوئی عیب نہیں دیکھا۔
شب اسریٰ کی قسم	و اللیل	لیلة المعراج (روح البیان جلد۱۰ص ۴۵۳) قسم ہے معراج کی رات کی
زلف مصطفیٰ کی قسم	و اللیل	بشعره علیه السلام (تفسیر کبیر جلد۳۰ص ۲۱۰) قسم ہے آپ کی زلف دوتا کی

قسم کیوں اٹھائی جاتی ہے اس کی وجہ قسم کی تعریف سے بھی واضح ہوجاتی ہے

قسم کی تعریف: کسی محترم شی کا ذکر کر کے اپنی بات کو پختہ کرنا۔

حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنے محترم و مکرم ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے شہر کی، حیات کی، زمانہ کی، ذات کی، کلام کی، رسالت و نبوت کی، رخ زیبا کی، عنبریں زلفوں کی، ظاہر و باطن کی قسمیں ارشاد فرما رہا ہے۔ اپنے محبوب کو عظمتوں سے نواز رہا ہے۔ مگر دیو بند مکتب فکر کے سرخیل اسماعیل دہلوی کہتا ہے "ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے" (تقویۃ الایمان ص ۱۳۰ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور) دوسرے ایڈیشن میں "ہر شخص خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان ہو یا مقرب ترین فرشتہ اس کی حیثیت شان الوہیت کے مقابلے میں ایک چمار کی حیثیت سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۲۔ نعمانی کتب خانہ لاہور)

مولوی اسماعیل دہلوی اس عبارت میں کتنی بڑی گستاخی کر رہا ہے۔ کہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی ہر شخص خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان ہو یا مقرب ترین فرشتہ (انبیاء، اولیاء، مقربین بارگاہ الٰہی، مومنین، صالحین) بھی اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو رسول اکرم ﷺ اور مومنین کو عزیز فرما رہا ہے ولله العزة ولرسوله وللمومنين بلکہ اپنے محبوب علیہ السلام کی قسمیں ارشاد فرما رہا ہے اور عزیز بتلا رہا ہے۔ مگر شیطانی فکر کا حامل ذلیل کہے۔ ذرا ہوش کے ناخن لو۔ اب یہی کہا جاسکتا ہے کہ ہر وہ شخص جو اس شیطانی فکر کا حامل ہے یا اس فکر کے حامل کو اپنا پیشوا اور مقتداء گردانتا ہے اور اس کی عبارت سے متفق ہے یا اس صریح کفریہ عبارت کی تاویل کرتا ہے، وہی ذلیل ہے رہا اللہ تعالیٰ کے رسول مقرب، اولیاء، مقربین بارگاہ اقدس، مومنین وہ عزیز ہی عزیز ہیں۔

سرکار دو عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر عزیز ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت کی اضافت بھی سرکار کی طرف فرماتا ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ کعبہ کا بھی رب ہے، بیت المعمور کا بھی رب ہے، عرش عظیم کا بھی رب ہے۔ مگر یوں قسم نہیں فرمائی کہ 'رب کعبہ کی قسم' یا 'رب بیت المعمور کی قسم' یا 'عرش عظیم کے رب کی قسم' بلکہ یوں قسم ارشاد فرمائی کہ "آپ کے رب کی قسم" اس میں یہ اشارہ ہے کہ ہونے کو تو کعبہ کا بھی رب ہوں، بیت المعمور کا بھی رب ہوں، عرش عظیم کا بھی رب ہوں مگر مجھے نہ کعبہ کا رب ہونے پر ناز ہے اور نہ مجھے عرش کا رب ہونے پر ناز ہے۔ اگر مجھے ناز ہے تو اے حبیب تیرے رب ہونے پر ناز ہے۔

معراج شریف

محمد نصر اللہ آسوی
(مدینہ شریف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا

ہر عیب سے پاک ہے وہ جو اپنے (مکرم) بندہ کو رات کے ایک قلیل وقفہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے اردگرد کو ہم نے برکتیں دی ہیں تاکہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ (سورہ بنی اسرائیل)

سبحان اللہ کا معنی ہے ہر بُری چیز سے اللہ کی تنزیہ بیان کرنا یعنی اللہ تعالیٰ اس نقص سے پاک ہے کہ وہ رات کے ایک لمحہ میں اتنی عظیم سیر نہ کرا سکے۔

احادیث میں سبحان اللہ کہنے کی فضیلت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ پڑھا سُبْحٰنَ اللہ وبحمدہ تو اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں چاہے سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔ (بخاری حدیث ۶۴۰۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے سُبْحٰنَ اللہ وبحمدہ کہا اس کے لئے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔ (مستدرک الحاکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں میزان میں بھاری ہیں اللہ کے نزدیک محبوب ہیں سُبْحٰنَ اللہ وبحمدہ سُبْحٰنَ اللہ العظیم۔ (بخاری ۷۵۶۳)

معراج شریف نبی کریم ﷺ کا ایک جلیل معجزہ اور اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے اور اس سے حضور ﷺ کا وہ کمال قرب ظاہر ہوتا ہے جو مخلوق الٰہی میں آپ کے سوا کسی کو میسر نہیں۔ یعنی یہ حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ اور حضور ﷺ کے بے مثل ہونے کی دلیل ہے۔ مکہ مکرمہ سے حضور ﷺ بیت المقدس تک شب کے چھوٹے حصہ میں تشریف لے جانا نص قرآنی سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے اور آسمانوں کی سیر اور منازل قرب میں پہنچنا احادیث صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے جو حد تواتر کے قریب پہنچ گئی ہیں اس کا منکر گمراہ ہے۔ معراج شریف بحالت بیداری جسم و روح دونوں کے ساتھ ہوئی یہی جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے (تفسیر خزائن العرفان)

معراج خواب میں ہوئی یا بیداری میں جسمانی ہوئی یا روحانی: اگر معراج خواب میں ہوتی تو واقعہ آپ کی نبوت پر دلیل نہ ہوتا، اور نہ اس کی حقیقت کا منکرین انکار کرتے، اور اگر یہ صرف خواب کا واقعہ ہوتا تو مشرکین اس کا رد نہ کرتے، کیونکہ خواب میں کسی عجیب و غریب چیز کو دیکھنے پر کسی کو حیرت نہیں ہوتی اور نہ کوئی اس کا انکار کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ یہ فرمایا ہے اسری بعبدہ یہ نہیں فرمایا اسری بروح عبدہ اور نبی ﷺ کا براق پر سوار ہونا بھی اس کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ جسمانی معراج تھی کیونکہ کسی سواری پر سوار ہونا جسم کا تقاضا کرتا ہے نہ کہ روح کا۔ (تفسیر جامع البیان)

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مازاغ البصر وما طغی﴾ نہ نظر ایک طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی سورۃ النجم کی یہ آیت بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہ بیداری کا واقعہ تھا، نیز اگر یہ خواب کا واقعہ ہوتا تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی نشانی اور معجزہ نہ ہوتا اور آپ سے حضرت ام ہانی یہ نہ

کہتیں کہ آپ لوگوں سے یہ واقعہ بیان نہ کریں وہ آپ کی تکذیب کریں گے، اور نہ حضرت ابوبکر کی تصدیق کی کوئی فضیلت ہوتی اور نہ قریش کے طعن وتشنیع اور تکذیب کی کوئی وجہ ہوتی حالانکہ جب آپ نے معراج کی خبردی تو قریش نے آپ کی تکذیب کی اور اگر یہ خواب ہوتا تو اس کا انکار نہ کیا جاتا۔ (الجامع لاحکام القرآن)

مسجد اقصی لے جانے میں کیا حکمت تھی؟

۱- اگر نبی ﷺ صرف آسمانوں پر جانے کا ذکر فرماتے تو مشرکین کے لئے اطمینان اور تصدیق کا کوئی ذریعہ نہ ہوتا کیونکہ آسمانوں کے طبقات اور درجات، سدرہ اور سدرہ سے اوپر کے حقائق میں سے کوئی چیز ان کی دیکھی ہوئی نہیں تھی نہ انہیں اس کے متعلق کوئی علم تھا لیکن مسجد اقصی ان کی دیکھی ہوئی تھی تو جب آپ نے یہ فرمایا: کہ میں رات کے ایک لمحے میں مسجد اقصی گیا اور واپس آ گیا، اور ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ آپ اس سے پہلے مسجد اقصی نہیں گئے تو انہوں نے آپ سے مسجد اقصی کی نشانیاں پوچھیں تو جب آپ ﷺ نے سب نشانیاں بتادیں تو واضح ہوگیا کہ آپ کے دعوی کا اتنا حصہ تو بہر حال سچا ہے کہ آپ مسجد اقصی جاکر واپس آئے ہیں تو دعوی کے باقی حصہ کا صدق بھی ثابت ہوگیا کہ آپ آسمانوں تک جاکر بھی واپس آسکتے ہیں

۲- دوسری وجہ یہ ہے کہ عالم میثاق میں تمام انبیاء ومرسلین نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ جب ہمارے نبی ﷺ مبعوث ہوں تو تمام انبیاء علیہم السلام ان پر ایمان لائیں اور ان کی نصرت کریں جیسا کہ سورہ آل عمران آیت ۸۱ میں ہے تو مسجد اقصی سے ہوتے ہوئے آسمانوں پر جانا اس لئے تھا کہ اپنے اپنے زمانوں میں انبیاء سابقین علیہم السلام نے آپ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی نصرت کرنے کا جو عہد کیا تھا وہ عہد پورا ہوجائے۔

نماز اقصیٰ میں تھا یہی بر عیاں ہوں معنی اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت جو آگے کر گئے تھے

۳- تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں مدفون ہیں وہ سب اس رات کو مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے اور آپ ﷺ نے سب کو نماز پڑھائی اس سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں اور ایک وقت متعدد جگہ بھی تشریف لاتے ہیں اس وقت تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں بھی تھے اور مسجد اقصی میں بھی۔

۴- بیت المقدس میں نماز پڑھنے ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ آپ نے وہاں نماز پڑھی ہے ورنہ یہ مسجد یہی پہلے بھی بنی ہوئی تھی لیکن اس میں نماز پڑھنے کا اتنا ثواب نہ تھا۔

س چار مقامات کونسے ہیں جہاں دجال کا داخلہ ممنوع ہے؟

ج مکہ المکرمہ، مدینہ المنورہ، مسجد اقصی اور مسجد طور۔

س معراج کب ہوئی؟

ج بکثرت علماء اور محدثین نے کہا ہے کہ معراج کا واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا ہے اور ماہ رجب کی ستائیس تاریخ کو ہوا جیسا کہ حرمین شریفین میں اسی پر عمل ہوتا ہے۔ (شرح شفاء از ملا علی قاری)

س معراج کی احادیث میں تعارض کیوں ہے؟

ج معراج کا واقعہ تیس سے زیادہ صحابہ سے مروی ہے اور کسی ایک روایت میں بھی پورا واقعہ تفصیل سے مذکور نہیں بخاری کی کسی حدیث میں مسجد اقصیٰ جانے کا ذکر نہیں اس کا ذکر امام مسلم اور نسائی نے کیا ہے۔ کسی روایت میں شق صدر کا ذکر نہیں کسی میں براق پر سوار ہونے کا ذکر نہیں اسی طرح موسی علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھنے کا ذکر امام بخاری نے نہیں کیا اس کا ذکر مسلم میں ہے۔ بخاری اور مسلم نے مدینہ منورہ کوہ طور اور

بیت لحم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت گاہ پر رکنے اور نماز پڑھنے کا ذکر نہیں کیا اس کو امام نسائی نے ذکر کیا ہے صحاح ستہ کی روایات میں برزخ کے واقعات دیکھنے کا ذکر نہیں ہے اس کا ذکر امام بیہقی امام ابن جریر وغیرہ نے کیا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے واقعہ معراج متعدد بار صحابہ کرام کے سامنے بیان فرمایا اور ہر شخص کے سامنے اس کی صلاحیت اور استعداد کے اعتبار سے واقعہ معراج بیان فرمایا اس وجہ سے یہ تمام روایات غیر مربوط اور باہم متعارض ہیں۔

کتب احادیث سے واقعہ معراج کا مربوط بیان: امام بخاری بیان کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ مالک بن صعصہ سے نقل کرتے ہیں: معراج کی رات میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے میرا سینہ یہاں سے یہاں تک چاک کیا یعنی حلقوم سے ناف تک پھر میرا دل نکالا، پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان (اور حکمت) سے لبریز تھا پھر میرا دل دھویا گیا پھر اس کو ایمان و حکمت سے لبریز کیا گیا پھر اس دل کو اپنی جگہ رکھ دیا گیا۔ (بخاری حدیث نمبر ۳۸۸۷) اس حدیث سے ثابت ہو گیا بے مثل ہیں اور اپنی حیات میں دل کے محتاج نہیں ورنہ دل کے جدا ہوتے ہی موت واقع ہو جاتی بے مثل اس طرح ہیں کہ پیٹ چاک کیا گیا لیکن نہ خون نکلا نہ درد ہوئی بلکہ آنکھوں دیکھا حال بیان کر رہے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو حضور ﷺ کی مثل ہونے کا دعوی کرتے ہیں ذرا اپنا پیٹ چاک کر کے دکھائیں کہ انہیں درد ہوتا ہے یا نہیں؟

امام ترمذی بیان کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معراج کی رات نبی کریم ﷺ کے پاس ایک براق لایا گیا جس کو لگام ڈالی ہوئی تھی اور اس پر زین چڑھائی ہوئی تھی اس نے نبی پاک ﷺ کے سامنے شوخی سے اچھل کود کی تو اس سے حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کیا تم سیدنا محمد ﷺ کے ساتھ اس طرح کر رہے ہو آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی مکرم شخصیت آج تک تم پر سوار نہیں ہوئی تب براق تھم گیا اور اس کا پسینہ بہنے لگا۔ ترمذی حدیث: ۳۱۳۱)

امام بخاری بیان کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ایک سواری لائی گئی جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی اس کا رنگ سفید تھا وہ براق تھا جو منتہائے نظر پر قدم رکھتا تھا مجھے اس پر سوار کرایا گیا اور جبریل مجھے لے کر چلے (بخاری حدیث ۳۸۸۷)

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام پر کثیب احمر کے پاس سے گذرا اس وقت وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ (مسلم ۲۳۷۴)

امام بیہقی روایت کرتے ہیں: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے آپ کے اصحاب نے عرض کیا آپ ہمیں شب معراج کا واقعہ بیان کریں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے مسجد حرام میں عشاء کی نماز پڑھی، پھر میں سو گیا پھر ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے بیدار کیا، میں بیدار ہوا مجھے کچھ نظر نہ آیا پھر میں مسجد سے باہر نکلا اور غور سے دیکھا تو مجھے خچر سے مشابہ ایک جانور نظر آیا اس کے کان اوپر کو اٹھے ہوئے تھے اور اس کو براق کہا جاتا ہے اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام اس (قسم کے) جانور پر سواری کرتے تھے وہ منتہائے نظر پر قدم رکھتا تھا، میں اس پر سوار ہوا جس وقت میں اس پر سواری کر رہا تھا تو مجھے دائیں جانب سے کسی شخص نے آواز دی یا محمد ﷺ میں تم سے سوال کرتا ہوں مجھے دیکھو، میں نے اس کو جواب نہیں دیا اور میں اس کے پاس نہیں ٹھہرا پھر مجھے بائیں جانب سے کسی شخص نے آواز دی یا محمد ﷺ میں تم سے سوال کرتا ہوں مجھے دیکھو، میں نے اس کو بھی جواب نہیں دیا اور نہ اس کے پاس ٹھہرا، پھر اسی سیر کے دوران ایک عورت انتہائی زینت سے آراستہ اپنی باہیں کھولے کھڑی تھی اس نے بھی کہا یا محمد ﷺ میں تم سے سوال کرتی ہوں مجھے دیکھو، میں نے اس کو جواب نہیں دیا اور نہ اس کے پاس نہیں ٹھہرا حتی کہ میں

بیت المقدس پہنچ گیا میں نے اس حلقہ میں اپنی سواری کو باندھا جس حلقے میں انبیاء علیہم السلام اپنی سواریاں باندھتے تھے پھر جبریل علیہ السلام میرے پاس دو برتن لائے ایک میں شراب تھی دوسرے میں دودھ میں نے دودھ پی لیا اور شراب کو چھوڑ دیا تو جبریل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرت کو پا لیا میں نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر جبریل علیہ السلام نے پوچھا آپ نے راستہ میں کیا دیکھا میں نے جو دیکھا تھا بتایا تو جبریل علیہ السلام نے کہا پہلا بلانے والا اب۔ یہودی اگر آپ اس کی دعوت پر لبیک کہتے اور اس کے پاس ٹھہرتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی۔ دوسرا پکارنے والا عیسائی تھا اگر آپ اس کی دعوت پر لبیک کہتے اور اس کے پاس ٹھہرتے تو آپ کی امت عیسائی ہو جاتی۔ وہ عورت دنیا تھی اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر میں اور جبریل علیہ السلام بیت المقدس میں داخل ہوئے اور ہم میں سے ہر ایک نے دو رکعت نماز پڑھی پھر میرے پاس ایک معراج (نورانی سیڑھی) لائی گئی جس پر بنو آدم کی روحیں اس وقت چڑھتی ہیں جب تم دیکھتے ہو کہ میت کی آنکھیں آسمان کی طرف کھلی ہوئی ہوتی ہیں، وہ بہت حسین معراج تھی کسی مخلوق نے ایسی معراج نہ دیکھی ہوگی اور میں جبریل اس معراج پر چڑھے حتی کہ ہماری ملاقات آسمان دنیا کے فرشتے سے ہوئی جس کا نام اسماعیل تھا اس کے ماتحت ستر ہزار فرشتے تھے اور ان میں سے ہر فرشتے کے ماتحت ایک لاکھ فرشتے تھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿آپ کے رب کے لشکروں کو صرف وہی (رب) جانتا ہے﴾ (سورہ المدثر ۳۱) پھر جبریل علیہ السلام نے آسمان کا دروازہ کھلوایا، کہا گیا: یہ کون ہے؟ کہا جبریل، پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا محمد ﷺ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا پھر میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی اس صورت میں دیکھا جس میں انہیں بنایا گیا تھا ان پر جب ان کی اولاد میں سے مومنین کی روحیں پیش کی جاتیں تو فرماتے یہ پاکیزہ روح ہے اس کو علیین میں لے جاؤ اور جب ان پر ان کی اولاد میں سے کفار کی روحیں پیش کی جاتی تو فرماتے یہ خبیث روح ہے اس کو سجین میں لے جاؤ۔

حرام کاری کرنے والے: ابھی میں کچھ ہی چلا ہوں گا کہ میں نے دیکھا کہ دستر خوان بچھے ہوئے ہیں اور ان پر نہایت نفیس بھنا ہوا گوشت رکھا ہے، اور دوسری جانب اور خوان رکھے ہیں جن پر نہایت بدبودار اور سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو عمدہ گوشت چھوڑ کر بدبودار اور سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں، میں نے کہا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑ کر حرام کے پاس جاتے ہیں۔

سود کھانے والے: پھر میں کچھ آگے چلا تو کچھ اور لوگوں کو دیکھا ان کے پیٹ کوٹھیوں کی طرح ہیں ان میں سے جب بھی کوئی اٹھتا تو گر جاتا اور کہتا اے اللہ قیامت کو قائم نہ کرنا، ان کو فرعونی جانور روندر ہے تھے اور وہ اللہ سے فریاد کر رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ آپ کی امت سود کھانے والے ہیں یہ قیامت کے دن اس طرح اٹھیں گے جس طرح آسیب زدہ شخص اٹھتا ہے۔

ظلماً یتیموں کا مال کھانے والے: پھر میں کچھ آگے چلا تو ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے ان کے منہ کھول کر ان میں پتھر ڈالے جاتے پھر وہ پتھر ان کے نچلے دھڑ سے نکل جاتے۔ میں نے ان لوگوں کو اللہ سے فریاد کرتے ہوئے سنا۔ میں نے کہا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو ظلماً یتیموں کا مال کھاتے تھے۔ در اصل یہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے تھے اور عنقریب یہ لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

زنا کرنے والی عورتیں: پھر میں کچھ آگے چلا تو دیکھا کہ کچھ عورتیں اپنے سینوں کے بل لٹکی ہوئی ہیں۔ میں نے ان کو اللہ سے فریاد کرتے ہوئے سنا۔ میں نے کہا اے جبریل یہ کون عورتیں ہیں؟ کہا یہ آپ کی امت میں سے زنا کرنے والیاں ہیں۔

غیبت اور چغلی کرنے والے: پھر میں کچھ آگے چلا تو دیکھا کچھ لوگوں کے پہلوؤں کا گوشت کاٹ کاٹ کر ان کے منہ میں ڈالا جا رہا ہے اور

ان سے کہا جا رہا ہے اس کو کھاؤ جیسا کہ تم (دنیا میں) اپنے بھائی کا گوشت کھاتے تھے۔ میں نے کہا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ آپ کی امت میں سے غیبت کرنے والے اور چغلی کرنے والے لوگ ہیں۔ (دلائل النبوۃ ج۲ص۳۹۰)

امام بیہقی روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ کی تفسیر میں فرمایا: میرے پاس ایک گھوڑی لائی گئی اور اس پر مجھ کو سوار کیا گیا اس کا قدم منتہائے بصر پر تھا۔ آپ روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام بھی تھے۔

جہاد کرنے والوں کا اجر: آپ ایسی قوم کے پاس پہنچے جو ایک دن فصل بوتی تھی اور دوسرے دن وہ فصل کاٹ لیتی تھی اور جس قدر وہ فصل کاٹتے تھے اتنی ہی فصل اور بڑھ جاتی آپ ﷺ نے فرمایا اے جبریل یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں ان کی نیکیوں کو سات گنا تک بڑھا دیا گیا ہے اور تم جو چیز بھی خرچ کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اور چیز لے آتا ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

تارک نماز کی سزا: پھر آپ ﷺ ایسی قوم کے پاس سے گذرے جن کے سروں کو پتھروں سے کچلا جا رہا تھا اور جب سر کچل دیا جاتا تو وہ پھر درست ہو جاتا اور ان کو مہلت نہ ملتی (کہ سر پھر کچل دیا جاتا) میں نے کہا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر (فرض) نماز کے وقت بھاری ہو جاتے تھے۔ یعنی نماز کے وقت سوئے رہتے تھے۔

زکوۃ نہ ادا کرنے والے کی سزا: پھر آپ ﷺ ایسی قوم کے پاس سے گذرے جن کے آگے اور پیچھے کپڑے کی دھجیاں تھیں اور وہ جہنم کے کانٹے دار درخت زقوم جانوروں کی طرح چر چگ رہے تھے اور جہنم کے پتھر اور انگارے کھا رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوۃ ادا نہیں کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر بالکل ظلم نہیں کیا اور نہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہے۔

زانی مرد: پھر آپ ﷺ ایسی قوم کے پاس سے گذرے جن کے سامنے دیگچیوں میں پاکیزہ گوشت پکا ہوا رکھا تھا اور دوسری جانب سڑا ہوا خبیث گوشت رکھا ہوا تھا اور وہ سڑے ہو خبیث گوشت کو کھا رہے تھے اور پاکیزہ گوشت کو چھوڑ رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال اور طیب بیوی تھی اور وہ اس کو چھوڑ کر بدکار عورت کے پاس رہتے تھے۔

امانت میں خیانت کرنے والے: پھر ایک ایسے شخص کے پاس سے گذرے جس نے لکڑیوں کا ایک گٹھا جمع کر رکھا تھا جس کو وہ اٹھا نہیں سکتا اور وہ اس گٹھے میں مزید لکڑیاں ڈالنا چاہتا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا اے جبریل یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ آپ کی امت میں سے وہ شخص ہے جس کے پاس امانتیں تھیں اور وہ ان کو ادا نہیں کر سکتا تھا، اور وہ مزید امانتیں رکھ لیتا تھا۔ اس سے مراد آج کل کے حکمران اور ناظم وغیرہ ہیں جو بیت المال کا پیسہ اپنی ذات پر خرچ کرتے ہیں یا اپنی جماعت کے لوگوں کو نوازتے ہیں۔ یا ایسے کاموں پر خرچ کرتے ہیں جو حرام ہیں یا جن سے قوم کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ مثلاً کھیلوں پر پیسہ برباد کرنا۔ ایسی مہنگائی کے دور میں جب کہ غریبوں کو دو وقت کی روٹی بھی بڑی مشکل سے حاصل ہوتی ہے۔ جب کہ کھلاڑی گھر میں بیٹھے ہوئے ہر ماہ چالیس پچاس ہزار وصول کر رہے ہیں یہ پیسہ کہاں سے آ رہا ہے یہ عوام کا پیسہ ہے۔ جس کا روز قیامت حساب دینا ہوگا۔ جس نبی نے معراج کی رات تسخیر کائنات کا درس دیا تھا اسے کرکٹ اور وی سی آر اور ڈش سے فرصت نہیں۔

جیتے ہیں تم نے میچ تو ملت کو کیا ملا
ہمت ہے تو کشمیر جیت کے دکھایئے

فتنہ پرور خطیب: پھر آپ ﷺ ایسی قوم کے پاس سے گذرے جن کی زبانیں اور ہونٹ آگ کے انگاروں سے کاٹے جاتے تھے اور جب بھی ان کو کاٹ دیا جاتا وہ پھر پہلے کی طرح ہو جاتے اور ان کو ذرا مہلت نہ ملتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے جبریل یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ آپ کی

امت فتنہ پرور خطیب ہیں۔

زباں پر کنٹرول نہ کرنے والے: پھر آپ ﷺ کا گذر ایک چھوٹے سے پتھر پر ہوا جس کے سوراخ سے ایک بڑا بیل نکل رہا تھا پھر وہ بیل اس سوراخ میں داخل ہونا چاہتا لیکن داخل نہ ہو سکتا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ وہ شخص ہے جو کوئی (بڑی بری) بات کہہ کر اس پر نادم ہوتا ہے، اس کو واپس لینا چاہتا ہے اور واپس نہیں لے سکتا۔ (دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۴۰۱)

مسجد حرام سے نکلنے کے بعد پہلا سٹاپ مدینہ منورہ میں ہوا: ایک مقام پر جناب جبریل نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہاں اتر کر نماز ادا فرمائیں میں اترا نماز پڑھی تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا آقا کیا آپ جانتے ہیں آپ نے کہاں نماز ادا کی آپ نے طیبہ میں نماز پڑھی اور یہ آپ کی ہجرت گاہ ہے۔ پھر ایک مقام پر جناب جبریل نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہاں اتر کر نماز ادا فرمائیں میں اترا نماز پڑھی تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا آقا کیا آپ جانتے ہیں آپ نے کہاں نماز ادا کی آپ نے طور سینا میں نماز پڑھی جہاں اللہ تعالی موسیٰ علیہ السلام سے ہمکلام ہوا۔

پھر ایک مقام پر جناب جبریل نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہاں اتر کر نماز ادا فرمائیں میں اترا نماز پڑھی تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا آقا کیا آپ جانتے ہیں آپ نے کہاں نماز ادا کی آپ نے بیت لحم میں نماز پڑھی جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد ہوا۔ (نسائی شریف)

ایک روایت میں مدینہ جانے کا ذکر بھی ہے اللہ تعالی نے ان مقامات پر کیوں نماز پڑھوائی اس لئے کہ اللہ تعالی کو علم تھا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جب لوگ تبرکات کا انکار کرینگے اور اس کو شرک و بدعت قرار دیں گے تو اللہ تعالی نے معراج کی رات بتا دیا کہ جہاں نبی کا قدم لگ جائے یا جہاں نبی کا میلاد ہو اس جگہ کی زیارت کرنا شرک و بدعت نہیں انبیاء کرام علیہ السلام کی اور جبریل علیہ السلام کی سنت ہے اور ان متبرک مقامات کی تعظیم کرنا شعائر اللہ کی تعظیم اور دل کا تقویٰ ہے جیسا کہ مقام ابراہیم علیہ السلام کی تعظیم۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں نبی کا میلاد ہو وہ جگہ بھی قیامت تک کے لئے تبرک اور زیارت گاہ ہے جہاں حضرت عیسی علیہ السلام کا میلاد ہو وہ جگہ شان والی ہے تو جہاں میرا آقا اور امام الانبیا ﷺ کا میلاد ہوا وہ مکہ کتنی شان والا ہے۔

حشر تک اوہ پاک راہواں سجدہ گاواں بن گیاں
جہاں تھاواں تے احمد مرسل دا پھیرا ہو گیا

آپ نے فرمایا پھر آپ روانہ ہوئے حتی کہ بیت المقدس پر آئے اور آپ نے ایک پتھر کے پاس اپنی سواری باندھی پھر اندر داخل ہوئے اور فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی پھر جب نماز پڑھ لی تو انہوں نے کہا اے جبریل یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور خاتم النبیین ہیں، انہوں نے پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں! انہوں نے کہاں اللہ ہمارے بھائی اور ہمارے خلیفہ کو سلامت رکھے وہ اچھے بھائی اور اچھے خلیفہ ہیں انہیں خوش آمدید ہو، پھر انبیاء علیہم السلام کی روحیں آئیں (روحوں والی روایت منکر ہے کیونکہ صحیح مسلم اور نسائی میں انبیاء کرام کے جمع کرنے کا ذکر ہے) انہوں نے اپنے رب کی ثناء کی پھر ابراہیم علیہ السلام نے کہا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور جس نے مجھے ملک عظیم دیا اور مجھے اللہ سے ڈرنے والی امت بنایا، میری پیروی کی جاتی ہے اور مجھے آگ سے بچایا اور اس آگ کو میرے لئے ٹھنڈک اور سلامتی کر دیا۔ پھر حضرت داود علیہ السلام نے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تقریریں کیں

رسول اللہ ﷺ کا انبیاء کرام کو خطاب فرمانا: پھر حضرت سیدنا محمد ﷺ نے اپنے رب کی ثناء کی اور فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لئے

ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنایا اور مجھ پر قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور میری امتوں کو تمام امتوں سے بہتر بنایا اور میری امت کو امت وسط بنایا اور میری امت اوّل آخر بنایا (یعنی آخر میں آئی اور جنت میں پہلے داخل ہوگی) اور میرا سینہ کھول دیا اور مجھ سے بوجھ اتار دیا اور میرا ذکر بلند کیا اور مجھے ابتداء کرنے والا اور انتہاء کرنے والا بنا دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر فرمایا انہی فضائل کی وجہ سے تم سب پر محمد ﷺ کو فضیلت دی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ سب سے افضل اور بے مثل ہیں۔ فتح باب نبوت پہ بے حد درود ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

خلق سے اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

☆

ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

☆

انبیاء سے کروں عرض کیوں
مالکو کا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے تمام انبیاء کو نماز پڑھائی امام بیہقی نے روایت کا ذکر نہیں کیا، اس کو امام مسلم اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

امام نسائی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا اس میں میرے لئے تمام انبیاء کو جمع کیا گیا پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے پکڑ کر ان کے آگے کھڑا کیا اور میں نے سب انبیاء کو نماز پڑھائی۔ (نسائی شریف)

عظمتوں کے نگینے جڑے ہیں نام نبیوں کے بیشک بڑے ہیں
مقتدی بن کے پیچھے کھڑے ہیں وہ جو پہلے سے آئے ہوئے ہیں
نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر کہ عیاں ہوں معنیٰ اول و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر سلطنت جو پہلے کر گئے تھے

امامت کے لائق وہ جو سب سے افضل ہو: تمام انبیاء کرام سے افضل نبی پاک ﷺ تھے اسی لئے امام بنے جب جبریل نے حضور ﷺ کو مصلی امامت پر کھڑا کیا کسی نبی نے اعتراض نہیں کیا اسی طرح تمام صحابہ میں افضل حضرت ابوبکر صدیق تھے اسی لئے ان کو حضور ﷺ نے مصلی امامت پر کھڑا کیا کسی صحابی نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ نبی کا فیصلہ خدا کا فیصلہ ہے جو نبی کے فیصلہ پر اعتراض کرے وہ مومن ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرما دیا ہے ﴿اے محبوب تیرے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر تم جو حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں۔ (سورۃ النساء آیت ۶۵) ہم مومن ہیں نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں اگر کوئی حضور ﷺ کے مقرر کیے ہوئے امام کو نہ مانے تو وہ اپنے ایمان کی خبر لے۔

؎ آپ کا عشق ہے عشق رب العلیٰ آپ کا ذکر ہے خاص ذکر خدا
خود خدا کا یہ قرآن میں اعلان ہے جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں

جو نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق ملعون ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ لَمْ یَقُلْ اِنِّی رَابِعُ الْخَلِیْفَةِ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللهِ

جو مجھے چوتھا خلیفہ اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ (مناقب آل ابی طالب)

جو نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق وہ کوڑوں کا مستحق ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جسے پاؤں گا کہ وہ مجھے ابوبکر اور عمر سے افضل کہتا ہے اسے الزام تراشی کی سزا کے طور پر اسی (۸۰) کوڑے ماروں گا۔ (الصواعق المحرقہ) جو نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرے اس کا فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار کرتی ہے۔ جیسا کہ سورۃ النساء آیت نمبر ۶۲ کی شان نزول میں درج ہے کہ بشر نامی منافق نے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ تسلیم نہ کیا تو آپ نے منافق کا سر قلم کر کے ارشاد فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اس کا میرے پاس یہی فیصلہ ہے۔ معلوم ہوا کہ شیعہ اور شیعوں کے ایجنٹ منافق ہیں اور واجب القتل ہیں۔

بدقسمتی سے لاہور کے ایک پروفیسر کا دماغ خراب ہوا جس کا دعویٰ اتحاد امت کی دعوت ہے لیکن عملی طور پر وہ افتراق امت کے لئے کام کر رہا ہے وہ صرف سستی شہرت اور جاہ طلبی کے حصول اور ہر دلعزیز بننے کے لئے ان مسائل کو ہوا دے رہا ہے۔ جس پر امت آج متفق چلی رہی آ رہی تھی ان مسائل میں سے ایک مسئلہ فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اس کا کہنا ہے۔ کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت، فرضِ خلافت اقامتِ دین اور امت کی ذمہ داریوں سے متعلق ہے ائمہ نے جو ترتیب بیان کی ہے وہ خلافت ظاہری کی ترتیب پر قائم ہے۔ اور ولایت باطنی حضرت علی کو عطا ہوئی اس میں وہی یکتا ہیں۔ اسے اتنی بھی سمجھ نہیں کہ علماء اور صوفیہ نے مولیٰ علی کو ولایت میں افضل کہنے والوں کو شیعہ قرار دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خلفاء راشدین کی خلافت ظاہری سے پہلے مصلائے امامت پر کھڑا کر دیا تھا۔ بخاری شریف تو یہ کوئی سیاسی اور ظاہری خلافت نہ تھی بلکہ خلافت سے پہلے باطنی ولایت عطاء کی تھی۔ جس کو حضور ﷺ افضل قرار دیں حضرت علی افضل قرار دیں ان کو افضل نہ ماننا نہ نبی ﷺ سے محبت ہے اور نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بلکہ شیعوں کو خوش کرنا ہے اور آدمی کو جس سے پیار ہوتا ہے وہ اسی کے ساتھ ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَا وُلِدَ فِی الاسلام مولودٌ اَزْکٰی وَلَا اَطْهَرُ وَلَا اَفْضَلُ مِنْ ابی بکر و عمر اسلام میں کوئی شخص ابوبکر اور عمر سے پاکیزہ، طاہر اور افضل پیدا نہیں ہوا۔ (دیلمی، ابن عساکر کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۵۹) اب بتائیے خلافت تو بہت بعد کی چیز ہے یہ تو مادر زاد افضل ہیں۔ بہر حال میں نے معراج کے حوالہ سے اس کی طرف ایک اشارہ کر دیا ہے کہ لوگ سنی بن کر اپنے آپ کو عاشق رسول اور محبت اہل بیت کے پردے میں مسلمانوں کو رافضیت کا درس دے رہے ہیں۔ اس کی تفصیل ''ضرب حیدری،، مصنف علامہ غلام رسول قاسمی میں دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ کتاب مکتبہ ضیاء القرآن لاہور اور غوثیہ کتب خانہ گوجرانوالہ سے مل سکتی ہے۔

امام بیہقی حدیث سابق کے تسلسل میں بیان کرتے ہیں:

آپ ﷺ نے فرمایا پھر تین برتن لائے گئے جن کے منہ ڈھکے ہوئے تھے آپ کے پاس ایک برتن لایا گیا جس میں پانی تھا آپ سے کہا گیا کہ اس کو پئیں، آپ نے اس میں سے تھوڑا سا پیا، پھر ایک اور برتن پیش کیا گیا جس میں دودھ تھا، آپ نے اسے سیر ہو کر پیا، پھر ایک اور برتن پیش کیا گیا جس میں شراب تھی، آپ نے فرمایا میں سیر ہو چکا ہوں اور اس کو پینا نہیں چاہتا، آپ سے کہا گیا آپ نے ٹھیک کیا، آپ کی امت پر عنقریب شراب حرام کر دی جائے گی اور اگر (بالفرض) شراب پی لیتے تو آپ کی امت میں سے بہت کم لوگ آپ کی پیروی کرتے، اس کے بعد آپ آسمان کی طرف چڑھ گئے۔ دلائل النبوۃ ابن کثیر نے بھی اس کو امام ابن جریر کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کو خوش آمدید کہا دوسرے پر حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام سے تیسرے حضرت یوسف علیہ السلام سے چوتھے پر

حضرت ادریس علیہ السلام سے پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام سے چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی پھر سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے ارشاد فرمایا: اس کے درخت سدرہ کے پھل ہجر کے مٹکوں کی طرح اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں تھیں دو پوشیدہ اور ظاہر، میں نے پوچھا اے جبریل یہ نہریں کیسی ہیں؟ انہوں نے کہا جو پوشیدہ ہیں وہ تو جنت کی نہریں ہیں اور جو ظاہر ہیں وہ نیل اور فرات ہیں، پھر بیت المعمور میرے سامنے ظاہر کیا گیا، اس کے بعد مجھے ایک برتن شراب کا ایک برتن شہد کا دیا گیا میں نے دودھ کو لے لیا جبریل علیہ السلام نے کہا یہی فطرت (دین اسلام) ہے آپ اور آپ کی امت اس پر قائم رہیں گے۔

(بخاری حدیث نمبر ۳۸۸۷)

سدرۃ المنتہیٰ: علامہ نظام الدین نیشاپوری سدرہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: سدرۃ المنتہیٰ وہ جگہ ہے جس سے آگے فرشتے نہیں جاسکتے اور نہ کسی کو یہ علم ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے ماوراء کیا ہے شہداء کی روحیں بھی یہاں تک جاتی ہیں۔ علامہ نیشاپوری لکھتے ہیں ایک مقام پر جبریل آپ سے پیچھے رہ گئے اور کہا اگر میں ایک پور کے برابر بھی قریب ہوا تو جل جاؤں گا۔ (غرائب القرآن ج ۶ ص ۲۰۲)

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں: یہ مقام جبریل ہے جب نبی کریم ﷺ نے عرش کی جانب عروج فرمایا تو حضرت جبریل علیہ السلام وہیں رہ گئے اور کہا اگر ایک پور کے برابر بھی قریب ہوا تو جل جاؤں گا۔ تفسیر روح البیان و شفاء شریف

جبریل امیں رہ گئے راہ میں
عرش اعظم پہ پہنچا ہمارا نبی ﷺ

☆

جبریل رکے براق تھکے رفرف بھی آگے نہ جاسکے
رب اُدنُ مِــــــنِّــــــی حبیبی کہے تیرے قربِ خدا کا کیا کہنا

جبریل کی آرزو: مواہب لدنیہ مع زرقانی میں ہے: کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبریل کوئی حاجت ہو تو بتاؤ؟ جبریل نے عرض کی روزِ قیامت جب پل صراط پر آپ کی امت کا گذر ہوگا تو مجھے پر بچھانے کی اجازت ہو کہ ان پروں کے اوپر سے آپ کی امت گذرے

(مواہب ج ۶ ص ۹۳)

پل سے اتارو راہ گذر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

سرکار ﷺ نے جبریل کی حاجت پوچھ کر یہ بتادیا کہ میں صرف انسان ہی نہیں فرشتوں کی بھی حاجتیں پوری کرواسکتا ہوں کیوں نہ ہو کہ حاجت رواجو ہوئے۔ جبریل کے حاجت کے بارے میں ارشاد ہوا وہ بھی قبول ہے لیکن ان اشخاص کے بارے میں جو آپ اور آپ کے صحابہ سے محبت کریں۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی شیخ محی الدین ابن عربی سے نقل کرتے ہیں۔

اس جگہ نبی کریم ﷺ براق سے اترے اور آپ کے لئے رفرف (سبز رنگ) کا تخت لایا گیا نبی ﷺ رفرف پر بیٹھے اور جبریل علیہ السلام نے رفرف کے ساتھ نازل ہونے والے فرشتے کے سپرد کر دیا نبی کریم ﷺ نے جبریل سے آگے چلنے کا سوال کیا تاکہ آپ کو ان کی وجہ سے انسیت رہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا میں اس پر قادر نہیں ہوں، اگر میں ایک قدم بھی چلا تو جل جاؤں گا، ہم میں سے ہر فرشتے کے لئے ایک معلوم جائے

قیام ہے، اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے یہ سیر آپ کو اس لئے کرائی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی نشانیاں دکھائے آپ اس سے غافل نہ ہوں پھر جبریل علیہ السلام نے آپ کو الوداع کہا اور آپ اس فرشتے کے ساتھ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ مقام استواء پر پہنچے جہاں آپ نے صریف اقلام (قلم چلنے) کی آواز سنی اور اقلام الواح میں اللہ تعالیٰ کے ان احکام کو لکھ رہے تھے جو اللہ اپنی مخلوق کے متعلق جاری فرماتا ہے اور ملائکہ جو بندوں کے اعمال لکھتے ہیں اور ہر قلم ایک فرشتہ ہے، پھر آپ نور میں تیزی سے دوڑے اور جو فرشتہ آپ کے ساتھ تھا وہ پیچھے رہ گیا جب آپ نے اپنے ساتھ کسی کو نہ دیکھا تو آپ گھبرائے اور عالم نور میں آپ حیران وپریشان تھے اور آپ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آپ کیا کریں، اب فرشتہ تھا نہ رفرف آپ کے ہر طرف نور تھا اور آپ عالم وجد میں دائیں بائیں جھوم رہے تھے، اس وقت آپ نے دیدار کی اجازت طلب کی تاکہ اپنے رب کے حضور خاص میں داخل ہوں تب حضرت ابوبکر کی آواز سے مشابہ ایک آواز آئی قِفْ یَا مُحَمَّدُ فَاِنَّ رَبَّكَ یُصَلِّی اے محمد ﷺ ٹھہرئیے آپ کا رب صلوٰۃ پڑھتا ہے۔ آپ اس آواز سے متعجب ہوئے اور دل میں سوچا کہ کیا میرا رب نماز پڑھ رہا ہے؟ جب آپ کے دل میں تعجب پیدا ہوا اور ابوبکر کی آواز سے مانوس ہوئے تو آپ پر اس آیت کی تلاوت ہوئی ﴿ھو الذی یصلی علیکم وملائکتہ﴾ وہ جو تم پر صلوٰۃ پڑھتا ہے اور اس کے فرشتے صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔ تب نبی ﷺ کا ذہن اس طرف متوجہ ہوا کہ اس سے مراد نماز نہیں بلکہ اس سے اللہ کی رحمت کا نزول مراد ہے۔ پھر نبی ﷺ کو اس حضرت شریفہ میں داخل ہونے کا اذن ملا اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل ہوئی جو وحی نازل کرنی تھی اور آپ نے آنکھ نے وہ جلوہ دیکھا جس کو آپ کے علاوہ اور کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ (الیواقیت والجواہر ج۲ ص۳۶۶)

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی

آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب میں نے آپ کو از روئے خلق کے تمام انبیاء میں اول اور از روئے بعثت کے تمام انبیاء میں آخر بنایا اور آپ کو سبع مثانی (سورہ فاتحہ) اور سورہ بقرہ کی آیات عرش کے خزانے کے نیچے سے دی ہیں جو آپ سے پہلے کسی کو نہیں دیں نبی ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے فضیلت دی مجھ کو رحمۃ للعالمین بنایا تمام انسانوں کے لئے بشیر ونذیر بنایا، میرے دشمنوں کے دل میں ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب ڈال دیا، میرے لئے غنیمت کو حلال کر دیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا، اور تمام روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور تیمم کا ذریعہ بنایا اور مجھے کلام کے فواتح، خواتم اور جوامع عطا کئے اور مجھ پر تمام امت کو پیش کیا گیا اور اب امت کا کوئی فرد مجھ پر مخفی نہیں ہے خواہ وہ تابع ہو یا متبوع، پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں اور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹا۔ (دلائل النبوۃ ج۲ ص۴۰۳ از امام بیہقی)

دیدار الٰہی اور فرضیت نماز: امام بخاری روایت کرتے ہیں:

کہ نبی کریم ﷺ ساتویں آسمان سے اوپر سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے اور جبار رب العزت آپ کے نزدیک ہو گیا پھر اور قریب ہوا حتیٰ کہ وہ آپ سے دو کمانوں کی مقدار برابر ہو گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل کی جو وحی نازل کی اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کر دیں پھر آپ نیچے اترے حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو روک لیا اور کہا یا محمد! آپ کے رب نے آپ کو کیا حکم دیا؟ آپ نے فرمایا اس نے مجھ کو ہر روز (دن رات میں) پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم دیا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، آپ واپس جائیے تاکہ آپ کا رب آپ کی امت سے تخفیف کر دے۔ آپ واپس پہنچے اور عرض کیا اے ہمارے رب ہمارے لئے تخفیف کر دے کیونکہ میری امت اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی تب اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں موسیٰ علیہ السلام نے پھر واپس ہونے کا مشورہ دیا آپ ﷺ آتے جاتے رہے یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب یہ پڑھنے میں پانچ ثواب میں پچاس ہر

نیکی کا بدلہ دس ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہ پھر جائیے آپ ﷺ نے فرمایا: بہ خدا مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے! پھر اسی رات واپس آ کر مسجد حرم میں سو گئے اور صبح بیدار ہوئے۔ (بخاری ۷۵۱۷)

بعض لوگوں نے کہا اگر نبی ﷺ کو علم ہوتا کہ پانچ نمازیں باقی رہنا ہیں تو پہلے ہی عرض کر دیتے میں ان سے پوچھتا کہ خدا کو تو علم تھا کہ پانچ رہ جائیں گی تو اس نے کیوں پچاس فرض کیں۔ اس میں اللہ کی حکمت تھی کہ اپنے نبی کی شان محبوبی دکھائی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عرض کو شرف قبولیت بخشتا ہے کہ اگر ساری امت بھی اکٹھی ہو جائے تو ایک سجدہ معاف نہیں کرا سکتی لیکن اس محبوب ﷺ کے چاہنے پر پنتالیس نمازیں معاف کر کے اللہ نے بتا دیا کہ ان کو اپنی مثل نہ سمجھنا یہ ساری کائنات سے افضل ہیں اور خدا بھی ان کی رضا چاہتا ہے۔ اور دوسری مسئلہ یہ بتانا تھا کہ اللہ کے بندے بعد از وصال بھی مدد کر سکتے ہیں اور مخلوق کو نفع پہنچانے کے لئے وسیلہ بن سکتے ہیں۔ نمازیں معاف کرنے والا خدا ہے معاف کروانے والے محبوب ہیں اور وسیلہ موسیٰ علیہ السلام بن رہے ہیں۔ تو پتہ چلا کہ انبیاء کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ محبوب کے چاہنے سے نمازیں معاف ہو سکتی ہیں۔ اہل سنت کو مبارک ہو کہ ان کا عقیدہ بناوٹی نہیں نبیوں والا عقیدہ ہے۔ تو جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی ولی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو انہیں چاہئے کہ نمازیں پچاس پڑھا کریں کیونکہ یہ نمازیں نبی کے چاہنے سے معاف ہوئی ہیں اگر پانچ پڑھنی ہیں تو پھر یہ عقیدہ رکھنا پڑھے گا۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
اور خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

معلوم ہوا کہ ان کا عقیدہ انبیاء کے خلاف ہے اور صرف کتابوں کی حد تک ہے اس پر عمل نا ممکن ہے۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کے چاہنے سے قبلہ بدل جاتا ہے سورج پلٹ آتا ہے چاند کے دو ٹکڑے ہو جاتے ہیں درخت سلامی کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔

وہ جدھر رخ کو گھما دے وہی کعبہ بن جائے
کتنا محبوب ہے اللہ کو منشا تیرا
سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے ہو چاق
اندھے منکر دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ کی

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قریش نے میری تکذیب کی تو میں میزاب کعبہ کے نیچے کھڑا ہو گیا اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو منکشف کر دیا، پھر میں بیت المقدس کو دیکھ دیکھ کر انہیں اس کی علامات کی خبر دیتا رہا۔ (بخاری ۵۸۸۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صبح کو رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے سامنے وقعہ معراج بیان فرمایا، وہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا اے ابوبکر! تمہارے پیغمبر یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ گذشتہ رات ایک ماہ کی مسافت کا سفر کر کے واپس لوٹ آئے ہیں، اب بولو کیا کہتے ہو؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر واقعی آپ نے یہ فرمایا ہے تو سچ فرمایا ہے اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں! اور میں تو اس سے بھی زیادہ بعید باتوں میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں، آپ آسمان سے آنی والی خبریں بیان کرتے ہیں میں ان کی تصدیق کرتا ہوں، مشرکین نے رسول اللہ ﷺ سے کہا آپ کے دعویٰ پر دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں فلاں فلاں جگہ قریش کے قافلہ کے پاس سے گذرا مجھے دیکھ کر ایک اونٹ بدک کر بھاگا اور چکر لگانے لگا اور اس قافلہ میں ایک اونٹ تھا جس پر سیاہ اور سفید رنگ کی دو بوریاں لدی ہوئی تھیں وہ گر پڑا اور اس کی ٹانگ

ٹوٹ گئی، جب قافلہ واپس آیا تو انہوں نے قافلہ والوں سے پوچھا تو انہوں نے اسی طرح بیان کیا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا تھا اور اسی دن سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق پڑ گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ بھی حل فرمادیا کہ بعض لوگ نبی کریم ﷺ کے فضائل والی حدیثوں کا یہ کہہ کرانکار کردیتے ہیں کہ اس کا راوی ضعیف ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ پیغام دیا کہ اگر آقا کی شان کا مسئلہ ہو تو پھر راوی کو مت دیکھنا یہ دیکھنا کہ شان کس کی بیان کررہا ہے۔ کیونکہ ابوجہل سے زیادہ جھوٹا اور کمزور راوی کوئی نہیں ہوسکتا۔ ہاں احکام اور حلال وحرام میں صحیح یا حسن حدیث لی جاتی ہے لیکن فضائل میں امام نووی فرماتے ہیں: کہ تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ فضائل میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہے جب تک موضوع اور من گھڑت نہ ہو۔

اسماعیل بن عبدالرحمٰن قرشی بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اپنی قوم کو قافلہ کی علامتوں کی خبردی، تو انہوں نے کہا یہ قافلہ کب آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ قافلہ بدھ کو آئے گا پھر بدھ کے دن قریش صبح سے قافلہ کے انتظار میں بیٹھے رہے، حتی کہ دن غروب ہونے لگا اور قافلہ نہیں آیا تب نبی ﷺ نے دعا کی تو دن کو بڑھادیا گیا اور سورج کو روک دیا گیا، اور سورج کو صرف اس دن رسول اللہ ﷺ کے لئے روکا گیا تھا یا حضرت یوشع بن نون کے لئے جب جمعہ کے دن انہوں نے جبارین سے جہاد کیا تھا اور ان کے فارغ ہونے سے پہلے سورج غروب ہونے لگا تو انہوں نے دعا کی کہ سورج کو مؤخر کردیا جائے کیونکہ ہفتہ کے دن ان کے لئے جنگ کرنا جائز نہ تھا۔ (دلائل النبوۃ ج۲ص۴۰۴)

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

کشف تام: شفا شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کے لئے تجلی فرمائی تو آپ اندھیری رات میں دس فرلانگ تک یعنی تیس میل کی مسافت میں پتھر پر چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔

حضرت موسی علیہ السلام کو خدا تعالی کی ذات کا دیدار نہیں ہوا صرف تجلی دیکھی اس کے باوجود جب ان کے علم وکشف میں اتنی فراخی ہوئی تو حضور ﷺ جنہوں نے رب تعالی کی زیارت فرمائی کے علم اور کشف تام کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔ فرشتے ہماری نسبت غیب ہیں اور ان فرشتوں سے رب تعالی غیب ہے یعنی فرشتے غیب ہیں اور اللہ تعالی غیب الغیب ہے تو جب سرکار ﷺ نے غیب الغیب کو دیکھ لیا تو اور کون سا غیب ہے جو پوشیدہ رہے۔ اسی لئے امام اہل سنت فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

☆

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

☆

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کرکے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی، کہ نور کے تڑکے آلئے تھے

☆☆☆

ماہِ رجب

کے فضائل و مسائل

(حضرت علامہ سعید آسوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجب: ماہ رجب المرجب اسلامی تقویم کا ساتواں مہینہ ہے۔ رجب دراصل ترجیب سے مشتق ہے، جس کا معنی ہے تعظیم کرنا۔ چونکہ یہ مہینہ لائق تعظیم و تحریم ہے لہذا اسے رجب کہتے ہیں۔ اس کو الاحسب بھی کہا جاتا ہے جس کا معنی ہے سب سے تیز بہاؤ، اس مہینے میں توبہ کرنے والوں پر رحمت کا بہاؤ تیز ہو جاتا ہے اور عبادت گزاروں پر انوارات قبولیت کا فیضان ہوتا ہے لہذا اسے الاحسب کہتے ہیں۔ اسے الاصم یعنی سب سے زیادہ بہرہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس مہینے میں جنگ و جدال کی آواز قطعاً نہیں سنی جاتی۔ اور رجب جنت کی ایک نہر کا نام بھی ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے، اس سے وہی پئے گا جو رجب کے مہینے میں روزے رکھے گا۔

صوفیا فرماتے ہیں کہ رجب میں تین حروف ہیں۔ راء، جیم اور باء۔ راء سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، جیم سے مراد بندے کا جرم ہے اور باء سے اللہ تعالیٰ کی بِر (بھلائی کرنا) مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے کے جرم کو میری رحمت اور بھلائی (بخشش) کے درمیان کر دو۔

ماہِ رجب کا مقام:

نبی کریم ﷺ کی مشہور حدیث ہے۔

"رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ، شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔"

اس ماہِ طیبہ کا مقام اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ سے ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس مہینہ میں رب کی عبادت خوب شوق و وارفتگی سے کریں۔

امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ چار راتوں میں بھلائی کی مہر لگاتا ہے۔ عید قربان کی رات کو، عید الفطر کی رات کو، نصف شعبان کی رات کو اور رجب کی پہلی رات کو۔

نیز امام دیلمی علیہ الرحمہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"پانچ ایسی راتیں ہیں کہ ان میں کوئی دعا رد نہیں ہوتی۔

ا: رجب کی پہلی رات

۲: نصف شعبان کی رات (یعنی چودہ اور پندرہ کی درمیانی رات

۳: جمعہ کی رات

۴: دونوں عیدوں کی رات (یعنی وہ رات کہ صبح عید ہو)

یہی وہ مہینہ ہے۔ جس میں پہلی بار حضرت جبریل علیہ السلام وحی لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اسی ماہ میں آپ ﷺ کو معراج شریف کرائی گئی۔

ماہ رجب کے روزوں کے فضائل:

☆..... ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس دن سے اللہ تعالی نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا، اللہ کی کتاب میں بارہ مہینے ہیں، ان بارہ مہینوں میں سے چار حرمت والے ہیں۔ ایک رجب ہے اور اسکے بعد تین مہینے مسلسل ہیں یعنی ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم.......... جس نے رجب میں ایک دن کا روزہ رکھا (یقین و اخلاص کے ساتھ) تو اس نے اللہ عزوجل کی خوشنودی اپنے اوپر واجب کر لی۔ اسے فردوس اعلیٰ میں ٹھہرایا جائیگا۔ اور جس نے رجب کے دو دن کے روزے رکھے تو اسے دوگنا اجر دیا جائے گا۔ ہر اجر (ثواب) کا وزن دنیا کے پہاڑوں کے برابر ہوگا۔ اور جس نے تین روزے رکھے تو اللہ تعالی اس کے اور جہنم کے درمیان ایک خندق حائل کر دے گا جس کی مسافت ایک سال کی ہوگی۔ جس نے چار روزے رکھے، اللہ تعالی اس کو جذام و جنون اور برص جیسے امراض اور فتنۂ دجال سے محفوظ رکھے گا۔ جس نے پانچ روزے رکھے اسے قبر کے عذاب سے بچایا جائے گا۔ جس نے چھ دن کے روزے رکھے تو وہ اپنی قبر سے اس طرح اٹھے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند روشن ہوگا اور جس نے سات روزے رکھے، اس کیلئے دوزخ کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور جس نے آٹھ روزے رکھے، اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اور جس نے نو روزے رکھے، وہ اپنی قبر سے کلمہ شہادت پڑھتا ہوا اٹھے گا اور اس کا منہ جنت کی طرف ہوگا۔ جو دس روزے رکھے، اللہ تعالی اس کیلئے پل صراط کے ہر میل پر ایک آرام دہ بستر مہیا فرما دے گا۔ اور جو گیارہ روزے رکھے گا قیامت کے دن اس سے افضل اور کوئی امتی نظر نہ آئے گا سوائے ایسے شخص کے جس نے اس کے برابر یا اس سے زیادہ ماہ رجب کے روزے رکھے ہوں۔ اور جو شخص اس ماہ کے بارہ روزے رکھے گا اللہ تعالی قیامت کے دن ایسے دو جوڑے پہنائے گا کہ اس کا ایک جوڑا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے افضل اور بہتر ہوگا۔ اور جو تیرہ روزے رکھے گا قیامت کے دن عرش کے سائے میں اس کیلئے دستر خوان بچھایا جائے گا اور اس سے اس کا جو دل چاہے گا، کھائے گا جب کہ اور (متعدد) دوسرے لوگ سخت تکالیف میں مبتلا ہوں گے۔ اور جس نے چودہ روزے رکھے قیامت کے دن اللہ تعالی اسے وہ چیز عطا کرے گا جو نہ کبھی دیکھی اور نہ کبھی اس کے بارے میں کسی سے کچھ سنا، نہ کسی کے دل میں کچھ خیال گذرا ہوگا۔ اور جس نے پندرہ روزے رکھے، اللہ تعالی اسے محشر میں ایسی جگہ ساتھ کھڑے ہونے والوں میں شامل کر دے گا جہاں سے جب کسی مقرب فرشتے یا نبی و رسول علیہم السلام کا گزر ہوگا تو وہ اس کو امن والوں میں ہونے کی مبارک بادی دیں گے۔ (غنیۃ الطالبین)

ایک اور روایت میں پندرہ روزے سے زائد کی بھی فضیلت آئی ہے۔

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس ماہ میں تین روزے رکھے، اس کیلئے نو سو برس کی عبادت کا ثواب لکھ دیا گیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے نہ سنا ہو تو میرے کان بہرے ہو جائیں۔

☆..... حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! یاد رکھو، رجب اللہ کا اصم مہینہ۔ جس نے رجب میں ایک دن روزہ رکھا، ایمان کے ساتھ اور محاسبہ کرتے ہوئے، تو اس کیلئے اللہ تعالی کی رضوان اکبر (سب سے بڑی رضامندی لازم ہوگئی)

☆...... مروی ہے کہ رجب کے پہلے جمعہ سے جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو ہر فرشتہ رجب کے روزے رکھنے والے کیلئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

۲۷ رجب کی نماز و روزہ کی فضیلت:

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یہ حدیث مروی ہے کہ ۲۷ رجب المرجب کو اعمال وعبادات کرنے والوں کے نام سو سال کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور جس نے اس شب میں بارہ رکعات اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ پڑھی اور دو رکعات پر سلام کے بعد سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحَمدُلِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ سو مرتبہ اَستَغفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِن کُلِّ ذَنبٍ وَّ اَتُوبُ اِلَیہِ سو مرتبہ اور درود شریف سو مرتبہ پڑھ کر اپنے دنیاوی امور کی تکمیل کیلئے دعا مانگی اور پھر صبح کو روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کی تمام دعائیں قبول کرے گا۔ سوائے کسی خلاف شرع (کام کیلئے) دعا کے۔ (ماثبت بالسنۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! جس نے ستائیس رجب کو روزہ رکھا، اس کیلئے ساٹھ ماہ کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب ۲۷ رجب ہوتی تو وہ اعتکاف میں بیٹھے ہوتے تھے اور بعد نماز ظہر نفل پڑھنے میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اس کے بعد وہ چار رکعتیں پڑھتے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ، سورۃ القدر تین مرتبہ اور سورۃ الاخلاص پچاس مرتبہ پڑھتے تھے۔ پھر عصر تک دعاؤں میں مشغول رہتے۔ انہوں نے فرمایا سرورِ کونین ﷺ کا یہی معمول تھا (غنیۃ الطالبین)

ماہِ رجب میں دیگر عبادات کی فضیلت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لیلۃ الرغائب (شب اشتیاق) میں نماز کا تذکرہ فرمایا ہے اور یہ رجب کی پہلی شب جمعہ ہے۔ اس میں بارہ رکعات نفل چھ سلام سے اجلۂ اولیائے کرام سے منقول ہے اس کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۃ القدر اور بارہ مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھے اور بعد سلام اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّم ستر مرتبہ پڑھ کر بحالت سجدہ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ المَلٰئِکَۃِ وَالرُّوحِ ستر مرتبہ پڑھ کر سر اٹھائے اور یہ دعا رَبِّ اغفِر وَارحَم تَجَاوَز عَنَّا نَعلَمُ فَاِنَّکَ اَنتَ العَزِیزُ الاَعظَمُ ستر مرتبہ پڑھے۔ پھر بحالت سجدہ اپنی مرادیں مانگے تو اس کی مرادیں پوری ہوں گی۔ اس نماز کی بے شمار فضیلتیں، احادیث واہل اللہ سے منقول ہیں۔ (غنیۃ الطالبین۔ ماثبت بالسنۃ)

حکایت ہے کہ بیت المقدس میں ایک عورت رجب میں ہر روز بارہ ہزار قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَد (سورہ الاخلاص) پڑھتی تھی۔ نیز اونی کپڑے پہنتی تھی۔ وہ بیمار ہو گئی اور اس نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ میرے ساتھ میرا اونی لباس دفن کر دینا۔ جب وہ فوت ہوئی تو اسے عمدہ کپڑوں میں دفن کر دیا گیا۔ بیٹے نے ماں کو خواب میں دیکھا کہ کہہ رہی ہے کہ میں تجھ سے راضی نہیں ہوں، اس لئے کہ تو نے میری وصیت پر عمل نہیں کیا۔ وہ گھبرا کر اٹھا اور اونی لباس لے کر قبر میں دفن کرنے گیا۔ جب قبر کھودی تو اپنی ماں کو قبر میں موجود نہیں پایا، وہ بہت حیران ہوا۔ اچانک ایک آواز سنی کہ کیا تو نے نہیں سنا، جس نے رجب میں ہماری عبادت کی ہم نے اسے تنہا نہیں چھوڑا۔ (مکاشفۃ القلوب)

اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس ماہ طیبہ کی برکات وثمرات سے زیادہ سے زیادہ فیض یاب ہونے کیلئے کثرت کے ساتھ عبادات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

انبیاء کرام علیہم السلام کا عقیدۂ توحید

جناب علامہ غلام مصطفےٰ مجددی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر ابن عباس میں ہے، ''اس سے بڑا گمراہ کون ہے، جو عبادت کرتا ہے، اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی کہ وہ بت قیامت تک ان کی نہیں سن سکتے، بت ان کی عبادت سے غافل ہیں اور جب قیامت آئے گی تو وہ بت اپنے پجاریوں کے دشمن ہوں گے، اور ان کی عبادت سے بیزار ہوں گے'' تفسیر ابن جریر میں ہے، ''قیامت تک وہ بت ان کی نہیں سن سکتے، اس لئے کہ وہ پتھر اور لکڑی کے ہی تو بنائے گئے ہیں'' تفسیر معالم التنزیل میں ہے، ''لا نہا حماد لا تسمع ولا تفھم ، کیونکہ وہ پتھر ہی ہیں، جو نہ سنتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں'' تفسیر قرطبی میں ہے، وھی الاوثان، اور مراد بت ہیں، تفسیر ابن کثیر میں ہے ''لانھا حماد حجارۃ صم ، '' کیونکہ وہ بت پتھر ہیں، کچھ نہیں سن سکتے'' تفسیر روح البیان میں ہے، ''ای الاصنام عن دعاالداعین المشرکین وعبادتم یعنی وہ بت ہیں جو پکارنے والے مشرکوں کی عبادت سے غافل ہیں'' یہی تفسیر جلالین، تفسیر خازن، تفسیر مظہری اور باقی تفاسیر اسلاف میں موجود ہے۔ حیرت ہے کہ ایسی آیات میں انبیا و اولیا کا ذکر تک نہیں، لیکن ان کے بغض سے مالا مال لوگ کس طرح جرأت کے ساتھ قرآن کی تحریف معنوی میں مصروف ہیں، پھر اس آیت کریمہ پر ہی غور کر لیا جائے تو معاملہ صاف ہو جاتا ہے، فرمایا و کانو بعبادتھم کافرین ، یعنی ان کے معبودان کی عبادت سے کافر ہوں گے، یعنی انکار کریں گے، معلوم ہوا کہ پیچھے مذکور لفظ ''ید عوا'' سے مراد عبادت کرنا ہی ہے، یا ان کو معبود سمجھ کر پکارنا ہے، پھر اگر انبیا اور اولیا ان معبودان باطلہ کی صف میں شامل ہیں تو کیا وہ بھی غافلون اور کافرین کے الفاظ کے حقدار ہیں، کیونکہ معبودان باطلہ کو ان الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ حضرت شیخ کو خدا تعالیٰ کا خوف کرنا چاہئے کہ ایسی آیات کو محبوبان خدا پر چسپاں کرنا کتنا بڑا جرم ہے۔

ایک اور آیت ہے، ان المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ احداً ، بے شک مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں، تو اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو یعنی کسی کی عبادت نہ کرو، یا کسی کو خدا سمجھ کر نہ پکارو، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما نے فرمایا ہے، فلا تدعوا، فلا تعبدوا نہ پکارو، یعنی نہ عبادت کرو، یہی مفہوم تفسیر روح البیان، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر قرطبی، تفسیر کبیر وغیرہ میں بیان کیا گیا ہے۔ پھر اس آیت کو ایک اور آیت کی روشنی میں سمجھا جائے، فرمایا ولا تدع مع اللہ الھاً اخر، اللہ کے ساتھ کسی دوسرے الہ کو نہ پکارو، معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو الہ سمجھ کر پکارنا یا اسکی عبادت کرنا شرک ہے اور اس سے روکا گیا ہے۔ یہاں تک انبیا اور اولیا کو پکارنے کا تعلق ہے تو انہیں الہ سمجھ کر یا اللہ کا مقابلہ کرنے کے لئے نہیں پکارا جاتا، ایک غیر مقلد عالم مولانا وحید الزمان نے سارا مسئلہ حل کر دیا ہے، لکھتے ہیں،

"دعائے شرعی کا معنی ہے عبادت، صلوٰۃ کی طرح، لہذا اللہ کے علاوہ یہ کسی اور کے لئے جائز ہی نہیں، اور یہی مراد ہے ان آیات کی جن میں یہ لفظ "دعا" بیان ہوا ہے، اور دعا کا لغوی معنی ہے آواز دینا، یہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی جائز ہے، یہ آواز زندہ اور فوت شدہ کو دینا ثابت ہے، اس حدیث کی رو سے جسمیں نابینے صحابی کو "یا محمد انی اتوجہ بك الی ربی" کے الفاظ سے دعا سکھائی گئی ہے، اور ایک دوسری حدیث میں ہے، یا عباد اللہ اعینونی، اے اللہ کے بندو، میری مدد کرو، سے ثابت ہے، بادشاہ روم کی قید میں شہید ہونے والے مجاہدوں نے بھی "یا محمداہ" پکارا، حضرت عبداللہ بن عمر کا پاؤں سن ہوگیا تو انہوں نے "وامحمداہ" پکارا، ہمارے اصحاب میں حضرت ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ حضرت اویس قرنی نے حضرت عمر فاروق کی وفات پر یوں آواز بلند کی، یاعمراہ، یا عمراہ، یا عمراہ، (ہدیۃ المہدی ص ۲۳)

ایک اشکال کا جواب: قرآن پاک میں ہے،

والذین اتخذوامن دونہ اولیا ما نعبدوھم الا لیقر بو نا الی اللہ زلفی ان اللہ یحکم بینھم فی ما ھم فیہ یختلفون ان اللہ لا یھدی من ھو کاذب کفار اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیا بنا رکھے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ "یہ بزرگ" اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں گے، بے شک یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں، اس کا سچا فیصلہ اللہ خود کرے گا، جھوٹ اور ناشکرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا (زمر:۳)

یہ ترجمہ: سلفیوں نے فرمایا ہے، نجانے "یہ بزرگ" آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے، تا کہ لوگ بزرگوں اور ولیوں کا رد قرآن پاک میں دیکھ لیں، لا حول ولا قوۃ الا باللہ، اب ذرا تشریح بھی ملاحظہ فرمائیے۔

"ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر یہ بیان کر دیا ہے کہ وہ مشرکین جن کی طرف محمد ﷺ نبی بنا کر بھیجے گئے تھے، انہوں نے بتوں اور انبیاء صالحین کی عبادت اس وجہ سے نہیں کی تھی کہ وہ نفع نقصان کا اختیار رکھتے ہیں، پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، یا روزی دیتے ہیں، بلکہ ان مشرکین نے ان چیزوں کی عبادت اس وجہ سے کی کہ وہ اللہ کے پاس شفاعت اور اللہ کی قربت کے مرتبے تک ان کی رسائی کی اُمید کر سکیں، ان مشرکین کے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر یہ حکم لگایا کہ وہ جھوٹے اور ناشکرے ہیں، (عقیدہ المسلم ص ۲۵)

پھر آگے مزید آیات بیان کی گئی ہیں، جن میں ہے کہ "من دون اللہ" کے پاس کھجور کی گھٹلی جتنا بھی اختیار نہیں، جو ان کی پکار سنتے ہی نہیں، اگر سن بھی لیں تو فریادرسی نہیں کریں گے، بلکہ وہ ان کے شرک کا صاف انکار کر جائیں گے، خدا کی پناہ، یہ آیات بھی بتوں اور باطل معبودوں کے رد میں نازل ہوئی ہیں، لیکن حضرت شیخ نے اپنی دست درازی سے کام لیتے ہوئے انبیاء صالحین کو بھی شامل کر لیا ہے۔ کوئی مسلمان کسی نبی اور ولی کی عبادت نہیں کرتا، یہاں مشرکین کا بتوں اور مصنوعی خداؤں کو قربت و شفاعت کے لیے منتخب کرنا باطل محض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کب شفیع بنایا تھا، جبکہ مسلمان انبیاء اور اولیا کو شفیع مانتے ہیں تو اس لیے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے شفیع بنایا ہے، اس عقیدے پر کتنی ہی آیات اور احادیث بیان کی جا سکتی ہیں، جن سے حضرت شیخ بھی آگاہ ہیں اور اُن کے پیروکار بھی آشنا ہیں، پھر مشرکین بتوں اور خود ساختہ خداؤں کی عبادت کر کے سچے خدا کا قرب تلاش کرتے تھے، جیسا کہ "ما نعبدھم" کے الفاظ سے ثابت ہے، جبکہ مسلمان نبیوں اور ولیوں کی اطاعت کر کے خدا کا قرب چاہتے ہیں، جیسا کہ

ولوانهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك سے ثابت ہے، کونوا مع الصدقین سے ثابت ہے، ان رحمة الله قريب من المحسنين سے ثابت ہے، وابتغوا اليه الوسيله سے ثابت ہے، مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق ہر طرح کی عبادت کا حقدار صرف اللہ وحدہ ہے۔ کسی نبی ولی اور اس کی قبر کو سجدہ کرنا، حرام محض ہے۔ لہذا مشرکین اور مسلمین میں فرق کرنا چاہئے۔ اگر انبیا کرام کے پاس جا کر دعا کرنا حرام ہوتا تو صحابہ کرام کبھی حضور اکرم ﷺ کے پاس جا کر دعا کی التجا نہ کرتے اور اپنی ہر مشکل میں اُن کو وسیلہ نہ بناتے، بتوں کے پاس جانے سے خدا نے روکا ہے تو ان کے پاس جانا حرام ہے، شرک ہے، انبیاء کے پاس جانے کا خدا نے حکم دیا ہے تو ان کے پاس نہ جانا بغاوت ہے، عداوت ہے، پھر بتوں اور دیگر جھوٹے خداؤں کے پاس تو کھجور کی گھٹلی جتنا بھی اختیار نہیں، وہ سارے مل جائیں تو مکھی کا پر بھی نہیں بنا سکتے، کیونکہ وہ اللہ کے مقابلے میں نکل آئے ہیں۔ جبکہ انبیا کرام اور اولیا عظام اور ملائکہ فخام نے ہمیشہ اللہ کی بندگی کی ہے، اللہ کی اطاعت کی ہے، اللہ کی خلافت کے منصب پر فائز ہوئے ہیں، لہذا ان کو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی وراثت کا مالک و مختار بنا دیا ہے، فرمایا،

ولقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر ان الارض يرثها عبادي الصالحون، بے شک ہم نے زبور میں اپنے ذکر کے بعد لکھا کہ زمین میرے نیک بندوں کی وراثت ہے، (سورۃ الانبیاء)

اس اشکال کو نہایت سادہ انداز میں سمجھنے کی کوشش بھی کی جا سکتی ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی بت کے سامنے کھڑے ہو کر پکارے، تو روف ہے، تو رحیم ہے، تو کریم ہے، تو سمیع ہے، تو بصیر ہے، تو جواد ہے، تو ولی ہے، تو مولا ہے، تو سید ہے، تو عزیز ہے، تو امین ہے، تو حفیظ ہے، تو اولیٰ ہے، تو محمود ہے، تو حاکم ہے، تو وارث ہے، وغیرہ، تو وہ مشرک ہے، کافر ہے، لیکن اگر کوئی مسلمان حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ القاب و اسماء استعمال کرے تو وہ مشرک نہیں، کافر نہیں، کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ القاب و اسماء عطا فرمائے ہیں، اور مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر ان شانوں کا مالک ہے اور حضور نبی کریم ﷺ ان کی عطا سے ان شانوں کے مالک ہیں، ذاتی کا اقرار کرنا اور عطائی کا انکار کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ جسے کچھ نہیں دیا گیا، اس کے لئے کچھ ماننا کفر ہے اور جسے کچھ دیا گیا ہے، اس کے لئے کچھ نہ ماننا کفر ہے۔

ایسی توحید تو شیطان بنا دیتی ہے

دیکھ سرکار کا انکار نہ ہونا پائے

خدارا سوچئے، اصنام اور اوثان کیا مکھی کا پر بنائیں گے، وہ کیا کسی کو نفع و نقصان پہنچائیں گے، وہ کیا کسی کی حاجت براری کریں گے، جبکہ انبیا و اولیا کرام اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں سے مالا مال ہیں، وہ مٹی کا پرندہ بنا کر اڑا دیتے ہیں، وہ سوکھی کھجوروں کو ہاتھ لگائیں تو تازہ کر دیتے ہیں، وہ اندھوں کو آنکھیں دیتے ہیں، وہ کوڑھیوں کو شفا بانٹتے ہیں، وہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں، وہ چھپی ہوئی چیزوں کی خبر دیتے ہیں، وہ خزائن الٰہی کے وارث ہیں، وہ ہواؤں میں پرواز کرتے ہوئے چیونٹی کی آواز سے بھی واقف ہیں، آنکھ جھپکنے سے پہلے ہزاروں من وزنی تخت سینکڑوں میل کے فاصلے سے لا سکتے ہیں، یاجوج ماجوج جیسی جابر قوم کو ایک فصیل میں بند کر دیتے ہیں، اپنے قرب سے سزاوار ہونے والے کتے کو قرآن کا مذکور بنا دیتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے پکڑتے ہیں، سنتے ہیں، دیکھتے ہیں، کلام کرتے ہیں، ہدایت دیتے ہیں، کیا قرآن و حدیث میں ان تمام کاموں کی نسبت بندگان خدا کی طرف نہیں، یقیناً ہے اور یہ لوگ ان آیات و احادیث کو جان بوجھ کر چھپا کر یہودی روش کا ارتکاب کر رہے ہیں، مسلمان ان بندگان خدا

کو ان کمالات سے متصف مانتے ہیں، جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں، پھر مذکورہ صدر تمام کمالات مافوق الاسباب ہیں، ماتحت الاسباب نہیں، جبکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں بندہ اپنے خالق کا محتاج ہے۔ اگر خدا نہ چاہے تو بندہ ماتحت الاسباب بھی کسی کی امداد نہیں کرسکتا، اس اعتبار سے ہماری توحید نجدی توحید سے زیادہ مضبوط ہے۔ کسی صنم کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ صاحب شفاعت اور باعث قربت ہے تو یقیناً جھوٹ اور ناشکری ہے، لیکن حضور جان کرم ﷺ کے بارے میں کہنا یقیناً توحید اور ایمان کا ثبوت ہے، کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے،

- ......اے محبوب، عنقریب آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود پر فائز کردے گا۔ (القرآن)
- ......اے محبوب، عنقریب آپ کا پروردگار آپ کو راضی کردے گا۔
- ......اے محبوب، وہ کیسا سماں ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان تمام پر گواہ بنائیں گے، کیا ان تمام آیات مبارکہ کو تسلیم کرنا تمہارے ایمان کا حصہ نہیں ۔

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

شیخ ابن باز کا سوئے ظن: اللہ تعالیٰ نے بدگمانی سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے، اور پیغمبر برحق نے اس کو جھوٹ سے تعبیر کیا ہے، لیکن حضرت شیخ ابن باز اور ان کے پیروکار سب اس بدگمانی کے رسیا ہیں، پہلے ان کے راہنماؤں کی سنیے، وفد خلافت کی رپورٹ میں مذکور ہے،

''مدینہ پہنچ کر جب ہم نے اس کی تحقیقات کی تو جو انکشافات ہوئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے...... قاضی عبداللہ بن بلہید (نجدی) جب مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے علمائے مدینہ کو اپنے مکان میں بلوایا، علماء مدینہ ان کے مکان پر جمع ہوگئے تو قاضی عبداللہ بن بلہید مکان کے اندر تھے، ان کے حقیقی بھائی حمد بن بلہید پہلے باہر نکلے اور علمائے مدینہ کو ان کے الفاظ میں مخاطب کیا،''

یااھل حجاز انتم اشد کفرا من ھا مان و فرعون نحن قتلنا کم مقاتلة المسلمین مع الکفار انتم عباد حمزة و عبدالقادر، (یعنی اے حجاز والو، تم ہامان اور فرعون سے بھی زیادہ کفر کے مالک ہو، ہم نے تم سے قتال کیا جس طرح مسلمان کافروں کے ساتھ مقاتلہ کرتے ہیں۔ تم حمزہ اور عبدالقادر کے بندے ہو،) علمائے مدینہ نے کہا کہ ہم سوائے خداوند قدوس کے کسی کی پرستش نہیں کرتے، اور ہم بحمدہ اللہ مسلمان اور مومن ہیں، اس کے جواب میں حمد بن بلہید نے کہا کہ کفار بھی بالکل ایسا ہی کیا کرتے تھے، اور ما نعبد ھم الا لیقر بونا الی اللہ زلفی، کہہ کر اپنی بت پرستی اور کفر نوازی سے انکار کیا کرتے تھے، علمائے مدینہ نے اس اعتراض کا جواب دیا، مگر حمد بن بلہید نے جواب کی طرف کوئی توجہ نہیں کی،'' (مسئلہ حجاز رپورٹ وفد خلافت ۱۹۲۶ء ، ص ۸۵)

اس تاریخی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی کا اظہار جناب شیخ کی موروثی جبلت میں شامل ہے، جناب شیخ رقمطراز ہیں

''کلمہ توحید کی یہ حقیقت اکثر لوگوں سے مخفی رہ گئی، یہاں تک کہ انہوں نے یہ گمان کرلیا کہ جو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیتا ہے، وہ مسلمان ہوجاتا ہے، اور اس کی جان و مال محفوظ ہوجاتی ہے، گرچہ وہ عبادت کی بہت ساری قسمیں غیر اللہ کے لئے کرتا ہو،

مثال کے طور پر دعا مانگنا، ڈرنا، امید وابستہ کرنا، قبر پرستوں سے یہ ساری چیزیں صادر ہوتی ہیں، وہ لوگ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں، جن کو وہ اولیا کا نام دیتے ہیں، اور انہی سے اپنی ضرورتیں پوری کرنے، مصائب وآلام دور کرنے اور دشمنوں پر غالب آنے کا سوال کرتے ہیں، اور ان کا یہ عمل کبھی تو قبر کے پاس جا کر ہوا کرتا ہے، اور کبھی دور ہی سے ہوا کرتا ہے، کبھی کبھی تو ان قبر پرستوں کا یہ عمل ہمارے نبی کریم ﷺ اور ان کے علاوہ دوسرے انبیا کرام علیہم السلام کے ساتھ ہوا کرتا ہے، (عقیدۃ المسلم ص ۱۴)

اس عبارت میں شیخ ابن باز نے کھل کر عالم اسلام کی غالب ترین اکثریت کو ''قبر پرست'' کے لقب سے نوازا ہے۔ حالانکہ خدا شاہد ہے کہ ہماری کسی مستند شخصیت نے کبھی قبر پرستی کا حکم نہیں دیا، اہل اسلام صرف قبروں کی زیارت کرتے ہیں، وہاں جا کر فاتحہ پڑھتے ہیں، ایصال ثواب کرتے ہیں، ایسا فعل حضور نبی کریم ﷺ کی سنت مبارک سے ثابت ہے، آپ خود قبروں کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے، آپ نے اس کا حکم بھی دیا ہے، قبروں پر دعا بھی مانگا کرتے تھے، یہی صحابہ کرام کا طریقہ ہے، تابعین، ائمہ اربعہ اور امت کے کثیر علما اور اولیا کا دستور ہے، اس کو ''قبر پرستی'' کی اصطلاح سے یاد کرنا اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے، ہمارے علما نے قبروں کی زیارت کے آداب رقم کئے ہیں، اور ان سے یہ نجدی مفکرین بھی بخوبی واقف ہیں، اگر کوئی جاہل کسی بزرگ کے مزار پر غیر شرعی حرکت کا ارتکاب کرتا ہے تو اس سے اہل علم بری الذمہ ہیں، ایک جاہل کے عمل کو اکثر مسلمانوں کا طریقہ لکھ دینا نہایت بے انصافی ہے، حضرت شیخ نے دعا کرنے، ڈرنے، امید وابستہ کرنے، اعتماد کرنے، ذبیحہ پیش کرنے، اور نذر ماننے کو عبادت کی اقسام قرار دے کر ان پر عمل کرنے والوں کو توحید سے بیگانہ تصور کیا ہے، سچی بات ہے کہ یہ باریک مسائل حضرت شیخ کے موٹے دماغ سے حل نہیں ہو سکے، انہوں نے جو کچھ اپنے بزرگوں سے سیکھا تھا، وہی آگے سکھا دیا۔ غور کرنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی، کاش وہ سوچتے کہ یہ تمام امور تو تب عبادت کی اقسام میں داخل ہوتے ہیں، جب کوئی آدمی کسی قبر والے یا غیر قبر والے کو مستعان حقیقی سمجھ کر سر انجام دیتا ہے۔ ہر عمل کا ایک حقیقی پہلو ہے اور ایک مجازی پہلو ہے، اور ہر عمل کی طرح اس کا دار و مدار بھی نیت پر ہے۔ مسلمانوں کی نیت پر شبہ نہیں کرنا چاہئے۔

امرِ اوّل: دعا کرنا تو کسی بزرگ دین کو خدا سمجھ کر دعا کرنا یقینی شرک ہے، جس سے ساری امت محفوظ ہے، رہا یہ کہ اس سے عرض کی جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں، ہمارے لئے دعا کریں۔ یہی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیاء للہ کا مفہوم ہے کہ اے عبد القادر جیلانی، اللہ تعالیٰ کے لئے ہمیں کچھ دیں، کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے۔ یا یہ کہا جائے کہ اے اللہ، یہ بزرگ تیرا محبوب ہے، اس کے صدقے میری مشکل آسان کر دے، اس میں کونسی عبادت ہے، مستعان حقیقی تو خدا تعالیٰ کو ہی سمجھا گیا ہے، اس کی کافی وضاحت ہو چکی ہے، حدیث مبارک ہے،

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کراماً کاتبین کے علاوہ اللہ کے فرشتے ہیں جو درخت سے گرنے والے پتوں کو لکھ لیتے ہیں، جب کسی ویران زمین پر کسی کو مشکل پیش آئے تو وہ ندا کرے، اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو، (مجمع الزوائد ۱۰/۱۳۲)

اسی مضمون کی حدیث مختلف اسناد کے ساتھ مروی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، کسی کی سواری بھاگ جائے تو کہے اللہ کے بندو! اسے روک لو، کیونکہ زمین میں اللہ کے نیک بندے روکنے والے موجود ہیں، وہ اس کو عنقریب روک لیں گے، اس کو امام ابو یعلی اور امام طبرانی نے بھی روایت کیا ہے، حضرت امام علی القاری نے لکھا ہے، بعض علما نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے، مسافروں کو اسکی ضرورت پڑتی ہے اور مشائخ

سے منقول ہے کہ یہ مجرب نسخہ ہے، (الحرز الثمین ص ۳۷۹)

قاضی شوکانی نے حضرت ابن عباس والی روایت کے بارے میں لکھا ہے،

''مجمع الزوائد میں ہے کہ اس حدیث کے رواۃ ثقہ ہیں، اس میں ان لوگوں سے امداد حاصل کرنے کا ثبوت ہے جو نظر نہیں آتے، جیسے فرشتے ہوں یا نیک جن ہوں اور اس میں کوئی حرج نہیں، جیسے کہ سواری بھاگ جائے تو انسانوں سے مدد حاصل کرنا جائز ہے، (تحفۃ الذاکرین ص ۱۵۶)

اسی طرح اور بھی متعدد احادیث اس موقف پر پیش کی جا سکتی ہیں، حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،

''ایک نابینا شخص حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا، اس نے عرض کی کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ میری آنکھیں ٹھیک کر دے، آپ ﷺ نے فرمایا، اگر تم چاہو تو میں اس کام کو موخر کر دوں اور یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا، اگر چاہو تو ابھی دعا کر دوں، اس نے کہا ابھی دعا کریں، آپ ﷺ نے فرمایا، تم اچھی طرح وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو، اس کے بعد یہ دعا کرو، اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، محمد نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ سے، اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں، اے محمد، میں آپ کے وسیلہ سے اس حاجت کے لئے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں، تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے، اے اللہ نبی رحمت ﷺ کو میرے لئے شفیع بنا دے، ابو اسحاق نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے، (سنن ابن ماجہ، ص ۹۹، جامع ترمذی ص ۵۱۵، مسند احمد ۴/ ۱۳۸، مستدرک ۱/ ۵۱۹،) حضرت امام بیہقی نے حضرت ابو امامہ بن سہل کی سند سے روایت کیا ہے کہ ابھی ہم مجلس سے اٹھے نہیں تھے کہ وہ نابینا اس حالت میں داخل ہوا کہ اس کی آنکھ میں بینائی موجود تھی۔ (دلائل النبوۃ ۶/ ۱۶۷)

علامہ قاضی شوکانی نے لکھا ہے،

''اس حدیث کو امام ترمذی، امام حاکم اور امام نسائی نے روایت کیا ہے، امام طبرانی نے اس کی تمام اسناد بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ صحیح ہے، ابن خزیمہ نے بھی کہا ہے کہ صحیح ہے، البتہ نسائی کی روایت میں تفرد ہے، کہ اس میں دو رکعت پڑھنے کا ذکر بھی ہے، اس حدیث میں بارگاہ خدا میں رسول خدا ﷺ کا وسیلہ پیش کرنے کا جواز ہے، اس کے ساتھ یہ عقیدہ لازمی ہے، کہ حقیقی طور پر دینے والا اور روکنے والا اللہ تعالیٰ ہے، (تحفۃ الذاکرین ص ۱۳۷)

نیز حضرت امام نووی نے لکھا ہے کہ امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح قرار دیا ہے، (الاذکار ص ۱۶۷) پھر وصال مصطفےٰ کے بعد بھی صحابہ کرام کا اس حدیث پر عمل رہا، تو ثابت ہوا کہ حضور نبی دو عالم ﷺ کے حضور یا آپ ﷺ کی امت کے اولیا کے حضور دعا و التجا کے لئے التماس کرنا شرک نہیں، قرآن پاک میں اس کی مثالیں موجود ہیں، قوم بنی اسرائیل کے مظلوم نے قبطی کے خلاف حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کے حضور استغاثہ پیش کیا تھا۔ بنی اسرائیل ہمارے نبی اکرم ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگا کرتے تھے، اور اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول فرمایا کرتا تھا، (جاری ہے)

☆☆☆

(حضرت علامہ سعید آسوی)

حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ کا شبابِ مقدس

(وصالِ حضور مفکرِ اسلام ۱۲ رجب ۱۴۲۷ھ کی مناسبت سے کتاب سیرتِ حضور مفکرِ اسلام (زیرِ طبع) سے ایک عنوان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری

وقتِ پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار

(جوانی کے عالم میں توبہ پر قائم رہنا انبیاءِ کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ بڑھاپے میں ظالم بھیڑیا بھی پرہیزگار بن جاتا ہے)

حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ جس کو خدا جوانی اور حسن عطا فرمائے اور وہ ان دونوں چیزوں کو خدا کی راہ کیلئے وقف کردے، خدا تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اس پر فخر فرماتا ہے کہ یہ میرا اچھا بندہ ہے۔

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کا دورِ شباب ذہنی و قلبی تطہیر اور فکر و عملی پاکیزگی میں اپنی مثال آپ تھا۔ آپ نے اپنی تمام تر صلاحیت اور توانائی اپنے رب جل مجدہ اور اسکے پیارے محبوب ﷺ کی عظمت و شان بیان کرنے اور انوار شریعت و طریقت پھیلانے میں صرف کردی تھی۔ نیز خدمت و اطاعتِ شیخ پر تاحیات کمربستہ رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کا آغازِ شباب تکمیلِ علم، وسطِ شباب اشاعتِ علم اور اختتامِ شباب فیضان شریعت و طریقت کی تقسیم کا 'دورِ شباب' تھا۔

وہ بزرگ حضرات جن کی چشمِ ظاہر سے آپ کے احوال ظاہری مخفی نہیں تھے، بیان کرتے ہیں کہ جوانی میں جبکہ آپ کے ہم عمر دنیاوی مشاغل میں نہایت سرگرم ہوتے، آپ تہجد کے پابند، نہایت عابد و زاہد اور اپنے خدا و رسول کو راضی کرنے کیلئے رات بھر جاگنے والے تھے۔ کتنے ہی حضرات ایسے ہیں جو بیان کرتے ہیں کہ لوگ خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہوتے اور آپ بند کمرے میں مصلے پر کھڑے نوافل ادا کر رہے ہوتے اور اکثر رات یونہی بیت جاتی۔ کثرت عبادت کی وجہ سے ایڑیوں اور ٹخنوں پر نشانات بن چکے تھے۔

آنکھوں میں شرم و حیا تھی۔ اپنی نظر کی سخت حفاظت فرماتے تھے۔ بازار نہیں جاتے تھے کہ دورِ حاضر میں بازار عورتوں سے بھرے ہوتے ہیں۔ اگر کہیں جانے کیلئے مجبوراً گزرنا ہوتا تو سر پر سفید کپڑے کا بڑا رومال باندھ کر چہرے کا زیادہ تر حصہ چھپا کر گزرتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کے بارے میں فرماتی ہیں کہ کنواری لڑکی سے زیادہ شرم و حیا کے مالک تھے۔ ہمارے آقائے ممدوح کی سیرت میں بھی اپنے آقا و مولا ﷺ کی اس صفت مبارکہ کا عکس پایا جاتا تھا۔ چنانچہ غیر محرم خواتین، عمر رسیدہ ہوں یا کم سن، کسی صورت بات کرنے کے بھی روادار نہ تھے۔

بیعت فرماتے تو بھی درمیان میں چادر تان لیتے یا چار پائی کھڑی کر دیتے اور چادر کا ایک کونہ پکڑا کر بیعت فرماتے۔

حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ نہایت منکسر المزاج تھے۔ اخلاق حمیدہ آپ کا شعار زندگی تھا۔ سخی یہاں تک تھے کہ گھر سے جو کچھ پاتے راہ مولا میں دے دیتے۔ وسیع زرعی اراضی کے مالک تھے، مگر دنیا سے بے التفاتی کی یہ صورتحال تھی کہ اپنی اراضی کی حدوں سے بظاہر واقف نہ تھے۔ آپ کے بھانجے اور موجودہ سجادہ نشین ہی انتظام و انصرام سنبھالتے اور جو آمدن ہوتی جامعہ انوار لاثانی کی نذر ہو جاتی۔ طبیعت نہایت سادہ تھی۔ نمود و ریا سے نفرت تھی۔ آپ کی مبارک جوانی قرآن پاک کی اس آیت کی زندہ تفسیر تھی۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحاً ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ O وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ ط (سورہ لقمٰن)

ترجمہ: اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسار کج نہ کر اور زمین پر اترا کر نہ چل۔ بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا فخر کرتا۔ اور میانہ چال چل اور اپنی آواز کو پست کر۔

تبلیغ دین کے سلسلے میں دور دراز کے مقامات کا سفر کرنے سے کبھی نہ ہچکچائے۔ سفری صعوبتیں، مالی مشکلات اور خرابی صحت کے مسائل کبھی دینی کاوشوں کی راہ میں حائل نہ ہوئے۔ پھر یہی وہ دور تھا جس میں پیر خانے کی حاضری بھی جاری رہی۔ سیالکوٹ، بہاولپور، لاہور، شیخوپورہ وغیرہ شہروں میں رہتے ہوئے بھی مرشد کریم کے در پر کثرت کے ساتھ اور بالخصوص قیامِ سیالکوٹ کے دوران بلاناغہ حاضری یقیناً ایک مشکل امر ہے تاہم جس نے عشق و مستی کی مئے چکھی ہو اسے کسی رکاوٹ کی کیا پروا۔ چنانچہ ادھر مرید صادق کا جذب و شوق اپنا آپ دکھا رہا تھا تو ادھر شیخ کامل کی بخشش و عطا اپنے جوبن پر تھی۔ بس پھر کیا تھا، منزلیں طے ہوتی رہیں 'طائرِ لاہوتی' عشق کے پروں سے پرواز کرتا رہا۔ حجاب اٹھتے رہے، حقائق منکشف ہوتے رہے۔ بالآخر شیخ کریم کی عنایت و توجہ سے ایک ایسا شاہکار تیار ہوا کہ خود شیخ کو بھی اپنی محنت کے ثمر آور ہونے پر ناز تھا۔ شیخ نے اپنے اس مرید و مراد کو خلق خدا کیلئے فیض رساں بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ چنانچہ مرید صادق نے بھی فیضان رسائی میں کمی نہ رکھی اور خلق خدا کی ہدایت و فلاح کیلئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ جوانیاں اوروں نے بھی گزاریں مگر یہ کیسی جوانی تھی کہ جس میں سراسر اطاعتِ خداوندی، عشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء، خدمت شیخ اور تبلیغ و اشاعتِ دینِ محمدی ﷺ کے مشاغل ہی تھے اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی ہستیاں کہیں صدیوں کے بعد منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتی ہیں۔ ان کی آمد سے پہلے فطرت انکی منتظر رہتی ہے اور ان کے ارتحال کے بعد زمانہ ان کے گن گاتا ہے۔

خدا نے آپ کو حسن سیرت کے ساتھ ساتھ حسنِ صورت سے بھی خوب مزین کیا تھا۔ میانہ قد، روشن آنکھیں، سنت کے نور سے جگمگاتا چہرہ، گندمی مائل بہ سفیدی رنگت، پرگوشت رخسار، قدرے موٹی مگر چہرے پہ موزوں اور خوبصورت ناک، تمام اعضاءِ بدن جسمِ اطہر پر انتہائی متناسب، سراپا سے عجز و انکسار ظاہر، خاموش ہوں تو پُر جلال، محوِ کلام ہوں تو جمال ہی جمال، سفید لباس، سفید کپڑے کی نقشبندی ٹوپی، نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو

تیرے بدن کا ہر جز، اک شعر خوبصورت
لیکن یہ تیری آنکھیں پورا کلام جیسے

1. تہجد کی نماز غسل کر کے پڑھنا آپ کا معمول مبارک تھا۔

شہید اہلسنت

ڈاکٹر مفتی محمد سرفراز نعیمی

تحریر: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوں بگذرد نعیمی خونی بکفن بہ حشر

خلقے فغاں کنند کہ ایں داد خواہ کیست

میدان حشر میں جب علامہ محمد سرفراز نعیمی خونی کفن پہنے آئیں گے تو ساری مخلوق پکار اٹھے گی کہ انہیں کس گناہ پر شہید کیا گیا؟ اے اللہ! یہ کس سے انصاف مانگتا ہے۔ ڈاکٹر مفتی محمد سرفراز نعیمی نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد اپنے دفتر میں تھے کہ ایک دہشت گرد نے زبردست دھماکہ کر کے شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت کی خبر چند لمحوں میں سارے پاکستان میں پھیل گئی، چند لمحوں بعد آپ کی شہادت پر دنیا دنگ رہ گئی۔ ملت اسلامیہ اپنے سارے کاروبار چھوڑ کر غم میں ڈوب گئی۔ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مقتدر عالم دین اور دارالعلوم نعیمیہ لاہور کے ناظم اعلیٰ تھے، مفتی دین متین تھے، سربراہ اہل سنت اور ایک نڈر دینی رہنما تھے۔ آپ دارالعلوم نعیمیہ کے بانی مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور فرزند تھے۔ آپ نے ساری زندگی درس و تدریس میں گزاری اور ہزاروں دینی طلباء کو دین سے سرفراز کیا۔ تدریسی امور کے ساتھ ساتھ آپ نے امت مسلمہ کی رہنمائی کے لئے دن رات ایک کر دیا۔ وہ ہر دینی تحریک کی صف اول میں نظر آتے تھے۔ بے دین قوتوں نے جب پاکستان میں اسلامی شعار کو مٹانا شروع کیا اور ملک کے اندر دینی فتنے سر اٹھانے لگے تو ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی نے سینہ تان کر ان کا مقابلہ کیا۔ وہ نہ تو حکمرانوں سے ڈرے نہ دہشت گردوں سے خائف ہوئے۔ وہ اہلسنت کی ہر تحریک میں پیش پیش رہے اور ہر باطل قوت کے چیلنج کو قبول کر کے میدان عمل میں نکلے۔ وہ متحرک رہنما، ایک مقتدر دینی رہنما اور سنیوں کو یکجا کرنے میں سرگرم عمل رہے۔ ان کی شہادت سے یوں معلوم ہوا جیسے

اب سنیوں کے ہاتھ سے تلوار گر گئی

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی واقعی اہلسنت کی تلوار بے نیام تھے وہ ہر محاذ پر لڑے، ہر دشمن دین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر میدان میں نکلے۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، بے دین قوتوں کا مقابلہ کیا، پھر فوجی آمریت کے مظالم اور دہشت گردوں کی للکار کے سامنے سینہ سپر رہے۔

وہ کہ سوز غم کو سانچے میں خوشی کے ڈھال کر

مسکرایا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کو اللہ تعالیٰ نے شہادت سے سرفراز فرمایا۔ سارا پاکستان ان کی شہادت کے غم میں ڈوب گیا۔ پاکستان کا بچہ بچہ ان کی شہادت پر رویا۔ سارے پاکستان میں آپ کا سوگ منایا گیا۔ سب کچھ چھوڑ کر خیبر سے لیکر سمندر کے ساحل تک فرزندان پاکستان نے دلی دکھ کا اظہار

کیا۔ ہر آنکھ نے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کر کے ان کی شہادت کو ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ عوام الناس اور اہلسنت والجماعت کے علاوہ حکومت پنجاب نے سرکاری اعزاز کے ساتھ اس شہید دین مصطفیٰ کی تجہیز و تدفین میں اپنا اپنا کردار ادا کیا۔ پاکستان کیا اعیان اقتدار نے آپ کی خدمات کو سراہا۔ عالم اسلام کے سربراہوں نے آپ کی شہادت کو دہشت گردی کا بدترین نشانہ قرار دیا۔ میڈیا، اخبارات، مساجد، مدارس اور اجتماعات میں آپ کی خدمات کو ہدیہ عقیدت و تحسین پیش کیا گیا۔ اور آپ کی شہادت کو امت مسلمہ کی سرفرازی کا پہلا قدم قرار دیا۔

آپ کا جنازہ عوام کے غم والم کا زبردست اجتماع تھا۔ ہم نے حد نظر تک اشکبار آنکھیں لئے ہوئے ہزاروں افراد کو صف بستہ دیکھا۔ ہم نے اپنی زندگی میں اتنا بڑا جنازہ کبھی نہیں دیکھا تھا اور اتنے سوگوار کبھی جمع نہیں ہوئے تھے۔

چوں که بگذرد نعیمی خونی کفن به حشر

خلقے فغاں کنند که ایں داد خواہ کیست

علمائے کرام، مشائخ عظام اور عوام نے شہادت کے بڑے بڑے اجتماعات میں شہید اہلسنت کی دینی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ وہ اہلسنت کا سرمایہ تھے۔ وہ سنیوں میں مست عناصر کے درمیان ایک متحرک عالم دین کا کردار ادا کر رہے تھے۔ وہ سنیوں کی انتشاری اور افتراقی قوتوں کے درمیان صلح و آشتی کا چراغ لے کر دن رات کام کر رہے تھے، وہ بکھرے ہوئے علمائے کرام اور ملت اسلامیہ سے کٹے ہوئے پیرزادگان کو یکجا کرنے کے لئے دن رات کوشاں تھے۔ ان کی کوششیں دہشت گردوں، اور بے دین طبقوں کے لئے موت کا پیغام تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہی پاکستان دشمن قوتوں کے دہشت گرد عناصر نے انہیں اپنا نشانہ بنایا۔ شہید اہلسنت ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ایک عظیم الشان انسان تھے۔ علماء کرام نے ان کی خدمات کو بجا طور پر ہدیہ تحسین پیش کیا۔ ہم ذاتی طور پر ''خانوادہ نعیمیہ'' کے ساری زندگی نیاز مند رہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کے والد محترم مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چوک دالگراں لاہور میں جامعہ نعیمیہ کی بنیاد رکھی تو ہم ان کے دست راست تھے۔ الحمد للہ! ساری زندگی ان کی نیاز مندی میں گزاری۔ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ابھی پانچ سال کے تھے کہ ہم انہیں اپنے کندھوں پر بٹھا کر بازار لے جایا کرتے تھے۔ سردار محمد محفوظ نعیمی ان سے بڑے تھے، عزیزی تاجور نعیمی تو بعد میں دنیا میں آئے۔ یہ بات ہمارے قارئین کو بے معنی سی لگے گی، ہماری عمر اس وقت بیاسی سال ہے اگرچہ یہ بات چھوٹی ہے مگر اس بوڑھے کو فخر کرنے دو کہ وہ شہید اہلسنت محمد سرفراز نعیمی کو اپنے کندھوں پر اٹھایا کرتا تھا۔ لوگو! ہمیں داد دو کہ ہم شہید اہلسنت کو اپنے کندھوں پر سوار کیا کرتے تھے، لوگو! ہمیں مبارکباد دو، ہم نے شہید اہلسنت کو اپنے کندھوں پر بٹھانے کا شرف حاصل کیا تھا۔ لوگوں ہمارے کندھوں کو محبت سے چومو کہ ہمارے کندھوں پر آپ کا شہید بیٹھا کرتا تھا۔ یہ بات شائد بعض اہل علم کو اچھی نہ لگے کہ ہم نے ایک بہت بڑے جلسے میں جب یہ واقعہ پیش کیا، جس کی صدارت ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی اس وقت کر رہے تھے، جب وہ ڈاکٹر تھے، جب وہ مفتی تھے، جب وہ مقتدر عالم دین تھے، جب وہ جامعہ نعیمیہ کے سربراہ تھے، جب وہ ایک دینی راہنما تھے، وہ اٹھے اور بھری محفل میں ہمارے دعوے کی تائید کی اور ذرا خیال نہ کیا کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔

مجھے رونے دو، میری آنکھوں سے آنسو بہنے دو، میری آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو نہ روکو، میرے دل کے زخموں پر مرہم نہ رکھو، میرے دل کو جی بھر کر رونے لینے دو۔

رو لے اے دل کھول کر با دیدهٔ خونا به بار

سامنے تیرے ہے شہید اہلسنت کا مزار

اور میرا رونا نہیں، رونا ہے یہ سارے زمانے کا!

آج ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ہمارے درمیان نہیں رہے۔ آج سنیوں کا راہنما ہم سے چھین لیا گیا۔ آج سنیوں کو یکجا کرنے کے لئے دان رات ایک کرنے والا جاتا رہا۔ آج ہمارا غمگسار جا چکا ہے۔ پیرزادگان، ذی شان علماء اور بے شمار لوگ موجود تھے ہم ان کی خصوصی دعوت پر "ایوان اقبال" میں منعقدہ ایک بڑے اجتماع میں گئے اور عام لوگوں میں بیٹھ گئے اور جلسہ کے اختتام پر واپس آگئے۔ دوسرے دن ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی خود تشریف لائے اور ہمارے آنے کا شکریہ ادا کیا، ہمارے سٹیج پر نہ آنے پر گلہ کیا۔ ہم خوش ہو گئے، ہمارا دل خوش ہو گیا۔ مگر دو دن بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں شہادت سے سرفراز کر دیا۔

آج ہمارے جبہ و قبہ والے مشائخ، طرہ دار دستاروں والے علماء ہم زرق برق کاروں پر دوڑنے والے صاحبزادوں میں کوئی ایسا ہے؟ جو اپنے نیاز مندوں کے گھر پہنچے۔ اپنی موٹر سائیکل پر بلا تکلف، بن بلائے پھر بغیر دعوتی کارڈ کے ہم جیسوں کے پاس چلا آئے۔

ہائے او! موت تجھے موت ہی آئی ہوتی

تو نے کتنا بڑا آدمی ہم سے چھین لیا، تو نے کتنے بڑے سرفراز کو شہادت کی چادر میں لپیٹ لیا۔ اے موت! تو کتنی بے رحم ہے تو نے ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی جیسے دوست کو ہم سے چھین لیا۔

مقدور ہو تو موت سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنجائے گراں مایہ کیا کیے؟

یہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی تھے، جو ہم سے چھوٹے تھے۔ مگر جب وہ آتے تو یوں محسوس ہوتا کہ وہ ہم سے بہت بڑے ہیں، ہم سوچتے وہ بڑے ہیں چھوٹے نہیں۔ مگر جب وہ بات کرتے تو یوں محسوس ہوتا وہ تو بہت بڑے ہیں۔ ہم نے کئی بار انہیں یاد دلایا کہ آپ کتنے بڑے ہو گئے ہیں۔ ایک زمانہ تھا قائد اہلسنت الشاہ احمد نورانی ہمارے سر پر ہاتھ رکھنے خود بخود چلے آتے تھے۔ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی، بہ بلند کلہ و دستار ہم غریبوں کے سر پر ہاتھ رکھنے چلے آتے تھے۔ آج جب ہم اصاغر اہلسنت کے نو دولتیوں کو اپنی خوبصورت کاروں پر دھول اڑاتے سڑکوں پر بھاگتے دیکھتے ہیں تو نورانی یاد آتے ہیں، نیازی یاد آتے ہیں، نعیمی یاد آتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کے ایصال ثواب کے جلسے میں بڑے بڑے علماء اور پیران عظام آئے تھے، پاکستان بھر کے سنی علماء اور پیرزادے اپنے شہید کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے جامعہ نعیمیہ میں جمع تھے۔ ایک سے ایک بڑھ کر ایک سے ایک بھاری بھرکم۔ ایک سے ایک بڑھ کر گرجنے والے، چمکنے اور مجمع پر چھا جانے والے، یہ سب کے سب ہماری بجلیاں ہیں، آندھیاں ہیں اور طوفان ہیں۔ ان کو دیکھ کر دل خوش ہو جاتا ہے۔ یہ چمکتے ہوئے حسین چہرے، یہ مہکتی ہوئی سیاہ زلفیں اور ان کی باتوں سے پھول جھڑتے ہیں۔ زندگی کے اصول جھڑتے ہیں۔ ان کو سورج سلام کرتا ہے، ان سے یزدان کلام کرتا ہے، مجمع میں بیٹھے ایک دوست کو ان علماء اور مقررین کی یہ بات پسند نہ آئی کہ "ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ دہشت گردوں کو ختم کرے............ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچا دے............ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کی ایک چیئر قائم کرے............ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کے نام سے ایک چوک بنا دے............ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کو نشان حیدر دیا جائے۔

میرے دوست کو حیرت ہوئی کہ یہ علماء کرام کس حکومت کے سامنے فریادیں لیکر کھڑے ہیں؟ آج تک کبھی کسی حکومت نے ان کا کوئی مطالبہ مانا ہے۔ خواہ مخواہ ایک بے جان حکومت کے دروازے پر جھولی پھیلائے مطالبہ کر رہے ہیں۔ جو بیچاری حکومت اپنی پولیس، اپنے تھانوں، اپنے وزیروں، اپنے امیروں، اور اپنے گھروں کی حفاظت نہیں کر سکتی اس مسکین حکومت سے ایسے مطالبے چہ معنی دارند!

تم عظیم سنی اکثریت کے رہنما ہو، تم نے اس اکثریت کو ٹولیوں میں تقسیم کر دیا اور اسے اقلیت میں بدل دیا ہے۔ تم نے سنیوں کے شیروں کو لومڑیاں بنادیا ہے۔ تم نے انتشار اور انانیت کے بتوں کو اپنا خدا بنا کر ملت واحد کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ آج تمہارے انتشار نے شیروں کو لومڑیاں بنادیا ہے۔

آنکہ شیراں را کند روبا مزاج

انتشار است ، انتشار است ، انتشار

آج سنی علماء اور مشائخ کے سامنے ایک ہی راستہ ہے کہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کے خونی کفن پر ہاتھ رکھ کر ایک ہو جائیں، یک جان ہو جائیں۔ پھر دیکھیں دنیا کی کوئی حکومت، دنیا کا کوئی دہشتگرد، دنیا کی کوئی طاقت انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ اگر یہ اپنی اپنی ٹولیوں کو اپنی امامت میں لئے رہے، اپنے اپنے درویشوں میں بیٹھے رہے، اپنے اپنے خوشامدیوں کے حلقوں میں خوش ہوتے رہے، اپنے اپنے ٹانگوں پر سوار رہے، اپنے اپنے مریل گھوڑے دوڑاتے رہے۔ تو یہ عظیم اکثریت اقلیت میں بدل جائے گی اور ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی نے سنیوں کے اتحاد اور پاکستان بچاؤ کی جس مہم کا آغاز کیا تھا وہ دم توڑ جائے گی۔

علامہ اقبال نے نظیری نیشاپوری کے ایک شعر کو بڑے اعزاز کے ساتھ پیش کیا ہے

بہ ملک جم ندہم مصرعہ نظیری را

کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلۂ ما نیست

ہم جمشید اور دارا کے ملک کے بدلے نظیری نیشاپوری کا شعر کسی کو دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلۂ ما نیست۔

یعنی جو شہید ہونا نہیں جانتا وہ ہمارے قبیلے سے نہیں۔ مسلمان نہیں وہ سنی نہیں

آج ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید نے ہمارے قبیلے اور سنیوں کی لاج رکھ لی ہے اور شہید ہو کر بتا دیا ہے کہ

کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلۂ ما نیست

آؤ! ہم مل کر شہید اہلسنت کی شہادت کے سامنے سر جھکا دیں۔ آؤ! ہم شہید اہلسنت کی قبر پر کھڑے ہو کر عہد کریں کہ ہم اپنے اندر کے بت کو توڑ کر یک جان ہو جائیں۔ ہمارا قبیلہ ایک ہوگا، ہمارا کعبہ ایک ہوگا، ہمارا کارواں ایک ہوگا، ہمارا مکہ ایک ہوگا، ہمارا قافلہ ایک ہوگا اور ہمارا مدینہ ایک ہوگا۔

پھر مدینے کی گھٹائیں ہم پہ برسیں گی ضرور

پھر مدینے والے کے سائے میں بیٹھیں گے ضرور

سرفرازی ہوگئی حاصل تمہیں دارین کی

استاذ الاساتذہ پاسبانِ اہلسنت
علامہ مولانا محمد منشا قصوری
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دہشت گردی کا فتنہ نیا نہیں۔ اس کی تاریخ بڑی طویل اور بھیانک ہے۔ اسلام کے ظہور ہوتے ہی اس نے سر اٹھایا اور پھر بڑھتا ہی چلا گیا۔ محسن اعظم، سید عالم، نبی مکرم، رسول معظم جناب احمد مصطفےٰ محمد مجتبےٰ ﷺ اور آپ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اس سے دوچار ہوئے۔ مشرکین مکہ کے ساتھ ساتھ یہودی، عیسائی اور مجوسی پیش پیش رہے۔ اسی قماش کے لوگ منافقت کے لباس میں اسلام کا نام استعمال کرنے لگے، تو نبی کریم ﷺ نے ایک دن مسجد نبوی میں ایک ایک کا نام لے کر فرمایا

"قم فلان فاخرج فانک منافق"

کھڑا ہو جا فلاں نکل جاؤ مسجد سے بے شک تو منافق ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ ان دہشت گردوں (منافقین) کی تعداد ساڑھے تین سو تک پہنچ چکی تھی۔ جنہیں مخبر صادق، نبی مکرم ﷺ نے انہیں اپنی مسجد سے بیک وقت نکال کر طشت از بام فرمایا، جس سے صحابہ کرام محفوظ ہو گئے۔

وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ امیر المومنین خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا عمر ابن خطاب فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں فتوحات اسلامیہ کا سلسلہ بڑی برق رفتاری سے چلا اور اسلام حجازِ مقدس کو سیراب کرتا ہوا عراق، ایران، ہند، سندھ اور چین کی سرحدوں تک جا پہنچا تو دہشت گردوں نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کا منصوبہ مرتب کیا اور اس سازش کو بروئے کار لانے کے لئے آپ ہی کے ایک غلام ابو لولو فیروز مجوسی کو آمادہ کیا۔ چنانچہ حسب معمول آپ مسجد نبوی میں مصلیٰ امامت پر نماز فجر کی ادائیگی کے لئے قیام فرما ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے اطمینان وسکون سے اقتداء فرمائی، جب آپ رکوع کے بعد اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ کے حضور سر بسجود ہوئے تو ابو لولو مجوسی دہشت گرد نے آپ پر خنجر چلا دیا اور اس نے بھاگنے کی ناکام کوشش کی۔ جب اس نے محسوس کیا کہ پکڑا جاؤں گا تو اس نے اپنے سینے میں اپنا خنجر جھونک کر خودکشی سے جہنم کا ایندھن بن گیا۔ تاریخ اسلام میں یہ پہلا خودکش دہشت گرد تھا۔ جس نے مسجد نبی کی حرمت کو پامال کر کے مساجد و مدارس میں ہونے والی دہشت گردی کی بنیاد رکھی۔

وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ خلیفہ ثالث امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ میں ان کے گھر ابن سبا یہودی دہشت گرد کی سازش سے قرآن کریم کی تلاوت کے دوران شہید کردیا گیا۔ تاریخ نے ان دہشت گردوں کو بلوائیوں کا نام دیا۔

یوں ہی اسلام کے چوتھے خلیفہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کی جامع مسجد میں نماز فجر کی سنتیں ادا کرتے ہوئے عبد الرحمٰن ابن ملجم یہودی کی تلوار سے گھائل ہو کر جامِ شہادت نوش فرمایا۔ یہ دہشت گرد منافقت کا لبادہ اوڑھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک لشکری بن چکا تھا۔

ذرا تصور کیجئے تین خلفاء رسول رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا یکے بعد دیگرے اپنے اپنے دورِ خلافت میں دہشت گردی کا نشانہ بننا کوئی معمولی بات نہیں، دیکھنا یہ ہے کہ ان لوگوں نے ایسی قبیح کاروائیاں کیوں کیں؟ ظاہر ہے ان کا مطمع نظر اسلام کو مٹانا تھا۔ تو کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے؟ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ وہ ہمیشہ ناکام رہے اور ان کے برعکس شہدائے اسلام کے خون نے اسلام کی مانگ میں رنگ بھر دیا، اور اس کے انوار و تجلیات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔

دہشت گردی کا نشانہ بننے والے اسلام کے عظیم ترین اشخاص کو اگر زیر قلم لایا جائے تو کئی دفتر تیار ہوں۔ مگر راقم ان تمام شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے عصر حاضر میں ملت اسلامیہ کی نامور شخصیت حضرت علامہ الحاج الحافظ القاری ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضری دیتا ہے جو ۱۲ جون ۲۰۰۹ء ۱۸ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ بروز جمعۃ المبارک کو ایک بدقماش دہشت گرد کا نشانہ بنے اور جہان بھر کو روتا چھوڑ گئے۔ ان کی شہادت کی خبر پوری دنیا میں جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی، شہروں کے شہر ان کے سوگ میں بند ہوگئے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب شہید کے ساتھ ان کے چار ارشد تلامذہ نے بھی حق تلمذ ادا کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

عبادت اور شہادت: گو شہادت خود عبادت ہے مگر عبادت پر شہادت کا لباس سج جائے تو اس شہید کی رفعت و عظمت کے کیا کہنے۔ ممدوح پاکستان، مخدوم عالم اسلام، حضرت ڈاکٹر صاحب علیہ الرحمۃ کو شہادت کا منصب نصیب ہوا، اس وقت آپ خطبہ و نماز جمعہ ایسی بلند تر عبادت کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے اپنے دفتر تشریف لائے، جہاں کبھی اپنے وقت کی عظیم علمی و روحانی ہستی، آپ کے والد ماجد مفتی اعظم استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی علیہ الرحمہ جلوہ افروز ہوا کرتے تھے۔ باوجودیکہ وہ علوم و فنون کے بحرِ بیکراں تھے مگر اسوۂ حسنہ ان کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی۔ درویشی، عاجزی، انکساری ان پر ناز کرتی تھی۔ جامعہ نعیمیہ کی ایک ایک اینٹ ان کی عظمت پر شاہد و ناطق ہے۔ بعینہ حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید علیہ الرحمہ بھی اپنے والد ماجد کے کمالات جلیلہ، خصائل و خصائصِ حمیدہ کا پیکر جمیل تھے۔ آگے بڑھنے سے پہلے ذرا عبادت و شہادت سے جو نتائج مرتب ہوتے ہیں ان کی ہلکی سی جھلکی، ملاحظہ فرمائیے

عبادت ہے شجر لیکن شہادت ہے ثمر اس کا
عبادت ہے دعا لیکن شہادت ہے اثر اس کا
عبادت بے شبہ بے چین دل کو چین دیتی ہے

شہادت چھین لے کر عظمتِ دارین دیتی ہے

عبادت کی حقیقت ہے محبت میں فنا ہونا

شہادت کی حقیقت ہے فنا ہو کر بقا ہونا

اس دور میں اگران اشعار کا کسی کو مصداق گردانا جا سکتا ہے تو بلاشبہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات کو سمجھا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔

عجیب بات ہے کہ دہشت گرد نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواباً سلام فرمایا پھر معانقہ کرتے ہوئے آپ نے جنت کی راہ اختیار فرمائی اور دہشت گرد جہنم کا ایندھن بن گیا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب علیہ الرحمہ کی علمی، تدریسی، تحریری، تقریری، تبلیغی، ملکی، ملی، قومی اور مسلکی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ مرحوم سچے، سچے، حنفی، سنی، نعیمی ہونے کے باوجود وسیع القلب اور کشادہ ذہن کے مالک تھے۔ علم وعمل کا پیکرِ جمیل تھے، تصنع و بناوٹ اور خاشامد کا ان میں نام ونشان نہ تھا۔ وہ سچے عاشق رسول اور محب غوثِ اعظم تھے۔ وہ ہر محفل کی جان اور پہچان تھے۔ استحکام پاکستان کے لئے موصوف کی جدوجہد مثالی تھی۔ اور اپنے اسی مشن کی تکمیل کی تگ و دو میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں سرخرو ہوگئے۔

ڈاکٹر صاحب کی شہادت نے جہاں بھر کو رلایا، اپنے، بیگانے، پرائے سبھی روئے۔ پاکستان رویا، ہندوستان رویا، عرب، شام، اردن، عراق، ایران، مسلم روئے، غیر مسلم روئے۔ آخر ان میں کیا بات تھی، کیا خوبی تھی؟

عرش پہ دھو میں مچیں وہ مومنِ صالح ملا

فرش سے ماتم اٹھا وہ طیب وطاہر گیا

راقم السطور سے بیرونی ممالک کے متعدد علماء کرام نے فون پر حضرت ڈاکٹر شہید کی اچانک شہادت پر تعزیت کی اور کہا کہ ہمارے جذبات علامہ راغب نعیمی صاحب تک پہنچادیں۔ خصوصاً بولٹن برطانیہ سے علامہ محمد ایوب اشرفی صاحب مدظلہ، جو حضرت صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی اشرفی علیہ الرحمہ کے داماد اور تلمیذ رشید ہیں وفور جذبات سے انتہائی دکھ اور درد کا اظہار کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جن سے حضرت کی خدمت میں کماحقہ نذرانہ پیش کر سکوں۔ بہر حال مولیٰ از ہمہ اولیٰ

منافقین امریکہ، اسرائیل اور بھارت کا جو ایجنڈا دہشت گردی کی صورت میں پورا کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں انشاء اللہ العزیز ناکام ہوں گے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ ﷺ حضرت ڈاکٹر صاحب کی شہادت کو عالم اسلام، پاکستان، سنیت، مدارس اور جامعہ نعیمیہ اور دیگر تمام جسمانی وروحانی پسماندگان کو صبر جمیل، اجر جزیل عطا فرمائے اور حضرت ڈاکٹر علیہ الرحمہ کو جوار رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے آمین ثم آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

جناب محمد احمد قادری
mahmedtarazi@gmail.com

”قوم کا مقدر... وعدوں کے سبز باغ اور بیانات کی موسلا دھار بارش“

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

18 فروری کے الیکشن کے بعد یہ سوچ کر کہ اب ملک وقوم کے حالات بدل جائیں اور نئی حکومت مایوس و بے بس قوم کے دکھوں کا مداوا ثابت ہوگی، انہیں بھوک، افلاس، غربت، بے روزگاری اور آمروں کے ظلم واستحصال سے نجات دلائے گی، قوم کے دل میں اطمینان اور آسودگی کے پھوٹنے والے جھرنوں اور انگڑائی لیتی خواہشوں نے اُمیدوں اور آرزوؤں کا ایک نیا جہان آباد کیا تھا، لیکن یہ خوش فہمی زیادہ دیرپا ثابت نہیں ہوئی، بہت جلد ہی قوم کو اندازہ ہوگیا کہ کچھ بھی نہیں بدلا، سب کچھ وہی بلکہ اس سے بھی بدتر ہے، ملک وقوم کے پردہ اسکرین پر 18 فروری سے پہلے جو منظر تھا، وہی منظر آج بھی ہے، 18 فروری سے پہلے ہم جہاں کھڑے آج اُس سے بھی کئی گنا پیچھے کھڑے ہیں۔ بھوک، غربت، مفلسی جیسے سنگین مسائل اور بیرونی جارحیت کی آکاس بیل نے سارے ملک کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے، خوف ودہشت، بدامنی، بے بسی اور بے چارگی کی خزاں ملک وقوم کے مستقبل پر چھائی ہوئی ہے، کہیں سے بھی اُمید بہار آنے کے کوئی آثار دکھائی نہیں دے رہے، ناکامیوں اور مایوسیوں کی ماری اور محرومیوں کی ڈسی ہوئی قوم کا فرد ہونے کے ناتے ہم اکثر اپنے گردوپیش میں وقوع پذیر ہونے والے حالات وواقعات سے بے نیاز رہنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اور شدید سرد اور برف کی مانند یخ سیاہ رات بھی ہماری رگوں میں دوڑنے والے خون کو منجمد نہیں کرتی اور نہ ہی سوا نیزے پر کھڑے سورج کی حدت اور جُھلسا دینے والی تپش رگوں میں جمے ہوئے خون میں حرارت پیدا کرتی ہے، لیکن کبھی کبھی اتنا ضرور ہوتا ہے کہ مادر وطن کی خوشبو سے لبریز کوئی شریر ہوا کا جھونکا روح کی گہرائی میں لگے کسی مندمل زخم کو کرید جاتا ہے، کسی پرانے گھاؤ کے چھڑ جانے سے دل وجاں سے لہو رسنے لگتا ہے، غم واندوہ سے سینہ جلنے لگتا ہے، دل ودماغ میں آندھیاں سی چلنے لگتی ہیں اور مادر وطن کی محبت اور جذب ومستی میں ڈوبی سوچیں بے قابو ہو کر صفحہ قرطاس پر دل کے زخم بکھیرنے لگتی ہیں اور اپنے یہی زخم ہم اکثر وبیشتر آپ کے سامنے رکھتے رہتے ہیں، آج آپ کے سامنے جو زخم رکھنے جارہے ہیں یہ کوئی نئے نہیں ہیں، بلکہ ہر دور میں حکمرانوں اور حکومت وقت نے اپنے من پسند لوگوں کو نوازا، انہیں اعلیٰ مراعات اور پرکشش پیکیج دے کر تدبیر وحکمت سے اپنی تقدیر بدلنے کے موقعے فراہم کیے، ہوسکتا ہے یہ بات آپ کیلئے بہت ہی معمولی سی ہو، کیونکہ ایسا تو ہوتا ہی رہا ہے اور ہوتا رہے گا، لیکن پے درپے ایک ہی طرح کے کئی واقعات جب طبیعت کو بوجھل، مضمحل اور مجبور کردیں اور جب امید کی کوئی کرن دکھائی دے تو اپنا دکھ اور درد اہل درد کے سامنے رکھا جاتا ہے اور اپنے ارباب اقتدار سے التجا کی جاتی ہے کہ وہ ملک وقوم کے حال واحوال پر اتنا کرم ضرور کریں کہ اپنے اعلانات کا ہی بھرم رکھ

لیں، اس وقت ملک کے 98 فیصد عوام جو بھوک، غربت اور بے روزگاری کی چکی میں پس رہے ہیں، اُن کے پاس کھانے کو روٹی اور پینے کو پانی نہیں ہے، صرف ایک ماہ میں بھوک اور بے روزگاری کے ہاتھوں مجبور ہو کر کئی سو افراد خودکشیوں پر مجبور ہو جاتے ہیں، اس غریب ملک میں حکمرانوں کے ٹھاٹھ باٹھ اور عیاشیوں کا یہ حال ہے کہ چار چار لوگ وزیر اعظم کا پروٹوکول لے رہے ہیں، وزراء کی فوج ظفر موج سرکاری خزانے پر عیش کر رہی ہے، پھر بھی عوام کی نمائندگی کرنیوالوں کا دل پاکستان میں نہیں لگتا، ایک طرف حکومت کی وفاقی وزیر اعلان کرتی ہے کہ اس نے اپنے اخراجات 40 فیصد کم کر دیئے ہیں، لیکن وزیر اعظم صاحب کا حال یہ ہے کہ لاکھوں کا سوٹ پہنتے ہیں اور کروڑوں کی گھڑی باندھ کر کسر نفسی سے ارشاد فرماتے ہیں کہ اچھا سوٹ پہنا تھا تو گھڑی بھی اچھی باندھ لی ہے، اس وقت ملک کے منتخب نمائندوں کی تنخواہیں کئی ارب روپے سے تجاوز کر گئی ہیں، پاکستان کے 10 امیر ترین لوگوں میں میاں محمد منشا (جو سرفہرست ہیں) کو چھوڑ کر دوسرے، تیسرے اور چوتھے نمبر پر ملک کے وہ سیاستداں قابض ہیں جن کی دولت کا کوئی شمار نہیں، اقرباء پروری کا یہ حال ہے کہ اسٹیبلیشمنٹ ڈویژن کی جانب سے جاری کردہ ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت 36 سے زائد افسران ایم پی ون میں ماہانہ 2 لاکھ 40 ہزار روپے بنیادی تنخواہ ایک لاکھ پانچ ہزار روپے ہاؤس رینٹ، یوٹیلیٹی بل کی مد میں بارہ ہزار روپے، سولہ سو سی سی کار بمعہ ڈرائیور پیٹرول، میڈیکل الاؤنس، ٹی اے ڈی اے، گاڑی کی مرمت، سرکاری ٹیلیفون، ہوائی ٹکٹ اور دیگر مراعات لے رہے ہیں جبکہ 22 ایم پی ٹو اسکیل کے بیوروکریٹس ایک لاکھ تیس ہزار چار سو روپے بنیادی تنخواہ، 81 ہزار پانچ سو روپے ہاؤس رینٹ، 6 ہزار پانچ سو بیس روپے یوٹیلٹی بل بمعہ سرکاری گاڑی، پیٹرول، سرکاری ٹیلی فون، میڈیکل اور ٹی اے ڈی اے سمیت دیگر مراعات حاصل کر رہے ہیں'' ادھر حکومت کا یہ حال ہے کہ صدر اور وزیر اعظم صاحب لمبے لمبے وفود کے غیر ملکی دورے کر رہے ہیں، خود وزیر اعظم صاحب سعودی حکومت سے امداد اور ریلیف کے حصول کیلئے اپنے ہمراہ کم وبیش 100 افراد کا وفد لے کر جاتے ہیں، جنہوں نے سرکاری خرچ پر عمرے اور زیارت کی سعادت بھی حاصل کی، اسی طرح وزیر اعظم کے دورہ ملائیشیا میں بھی کم وبیش 100 افراد شامل تھے، وزیر اعظم کو دورہ ختم کر کے پاکستان آنا تھا لیکن پارٹی چیئرمین آصف علی زرداری نے انہیں مشاورت کیلئے دبئ طلب کر لیا، چنانچہ وزیر اعظم صاحب پاکستان آنے کے بجائے بمعہ اپنے وفد کے 100 ارکان سمیت دبئ پہنچ گئے چنانچہ ان بن بلائے مہمانوں کے قیام وطعام کی ذمہ داری پاکستانی سفارت خانے نے سرکاری خرچ پر ادا کی، حیرت کی بات ہے کہ ایک ایسا غریب ملک جو قرضوں میں بری طرح جکڑا ہوا ہے اور جس کی معیشت تیزی کے ساتھ روبہ زوال ہے، اس ملک کے وزیر اعظم ہاؤس اور سیکریٹریٹ کے اخراجات میں 40 فیصد کمی اور ملک وقوم کے مسائل حل کرنے کا دعویٰ کرنیوالے وزیر اعظم اور ان کے وزراء کی طرف دیکھتے ہیں تو آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں اور، دل ودماغ سوچنے سمجھنے اور تسلیم کرنے کی صلاحیتوں سے اس لیے انکار کر دیتا ہے کہ ملک کی عوام کے پاس کھانے کو روٹی نہیں، پینے کو پانی نہیں، آٹے، دال، چاول اور تیل کی قیمتیں جو کہ پہلے ہی آسمان پر ہیں، آنے والے بجٹ ریلف کے نام پر مزید پہنچانے کوشش کی جارہی ہے، اوپر سے کئی کئی گھنٹے بجلی غائب، نہ سو سکتے ہیں اور نہ ہی کام کر سکتے ہیں، مگر عوام کے رہنماء عوامی وقومی مسائل کے حل کی طرف توجہ دینے کے بجائے لایعنی دوروں اور بے نتیجہ مذاکرات میں وقت ضائع کر رہے ہیں، یاالٰہی یہ کیا ماجرا ہے ایک طرف غربت، بھوک اور افلاس کے یہ عملی نمونے ہیں تو دوسری طرف ارباب اقتدار کے چونچلے، دل دھک دھک کر کے باہر آنے لگتا ہے، کیا ابوالعجبی ہے ہمارے حکمران دل لبھانے والی بات تو کرتے ہیں مگر دل میں جھانکنے اور زخم پر مرہم رکھنے کی ضرورت گوارہ نہیں کرتے کہ کیا کیا زخم غریبوں، مفلسوں اور مفلوک الحالوں کے دلوں پر لگے ہیں، انہوں نے گذشتہ

62 سال میں حکمرانوں کے ہاتھوں کیا کیا دکھ اٹھائے ہیں، زخم سہے ہیں، اگر ہمارے ارباب اقتدار صرف اپنی آرائش، نمائش اور زیبائش چھوڑ دیتے تو لاکھوں گھروں میں زندگی کی امید جاگ اٹھتی، خوشیوں کے دیپ جل اٹھتے، مگر افسوس غریب ملک اور مفلس عوام کے حکمران ہمیشہ ہی مغلیہ دور زوال کے رنگیلا شاہی شوق میں مبتلا رہے ہیں، کسی کو موٹروے، ایئر پورٹ، مزار قائد پر شالامار طرز کا گارڈن اور مغلیہ طرز رہائش پر مشتمل اربوں کھربوں روپے کی لاگت سے پرائم منسٹر ہاؤس بنوانے کا شوق تھا تو کوئی لمبے لمبے وفود کے ساتھ بیرونی ممالک میں کرائے کی بائیس بائیس مرسڈیز اور لیموزین کاروں میں گھومنے پھرنے اور مہنگے ترین ہوٹلوں میں قیام کرنے کا شوقین، ملک کم وبیش 60 ارب روپے سے زائد کا مقروض، بجٹ خسارہ پورا کرنے کیلئے قرض لیا جائے، سرکاری ملازمین کی تنخواہیں ادا کرنے کیلئے مزید نئے نوٹ چھاپے جائیں اور حکمرانوں کا حال یہ کہ اُن کی طرز معاشرت کہتی ہے وہ ایک ایسے ملک کے حکمران ہیں جس کے درختوں پر پتے نہیں نوٹ اُگتے ہیں، جس کے موسم برسات میں سونے چاندی کی برسات ہوتی ہے، ضلع کے ادنیٰ عہدیدار سے لے کر صوبے کے گورنر اور وزیر اعلیٰ تک، ملک کے صدر سے لے کر وزیر اعظم تک سب کا انداز معاشرت اور طرز زندگی ملک کے مفلوک الحال غریب و مفلس عوام کی غربت سے ہلکا سا بھی میل نہیں کھاتا، ایک معمولی DCO کو دیکھ کر قطعاً معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کسی چھوٹے اور پسماندہ شہر کا سربراہ ہے، گورنر اور وزیر اعلیٰ کی شان وشوکت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بلوچستان جیسے کسی غریب صوبے کا حاکم ہیں اور نہ ہی صدر اور وزیر اعظم کی انداز زیست سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی مقروض ملک کے حکمران ہیں، حکومت کے کسی بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے افسر کے دفتر اور گھر کو دیکھ کر یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ لوگ ایک غریب یا مقروض ملک کی قوم کے خادم ہیں، ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتے کہ حکومت ہر شخص کو سرکاری ملازمت فراہم نہیں کرسکتی، وسائل کی عدم دستیابی کے سبب مفت تعلیم نہیں دی جاسکتی، ہر شخص کا علاج ومعالجہ سرکاری خرچ پر ممکن نہیں اور غربت وافلاس کی وجہ سے عوام کا معیار زندگی کسی ترقی یافتہ ملک کے برابر نہیں لایا جاسکتا، لیکن یہ تو ہوسکتا ہے کہ حکمران اپنا معیار زندگی ملک وقوم کے حالات کو دیکھتے ہوئے تھوڑا سا نیچے لے آئیں اور اپنا انداز معاشرت ملک کی غریب عوام کے مطابق اختیار کرلیں، کسی غریب ملک کے حکمرانوں کو اتنا عیاش اور فضول خرچ نہیں ہونا چاہیے کہ ملک اربوں ڈالر کا مقروض ہو اور وہ لمبے لمبے وفود کے ساتھ سرکاری خرچ پر بیرونی دورے کرتے پھریں، عوام کا معیار زندگی پست سے پست تر ہوتا چلا جائے اور حکمرانوں کے ایوانوں کی دیواریں بلند سے بلند تر ہوتی جائیں، یہ کہاں کا انصاف ہے کہ وزیر، مشیروں اور ایڈوائزوں کی فوج ظفر موج سرکاری خزانے پر عیش کرے اور غریب عوام اپنے جگر کے ٹکڑوں کو فروخت کرکے یا یتیم خانوں کے حوالے کرکے انہیں زندہ رکھنے کی کوشش کریں، قوم گذشتہ 62 سال سے ایک ہی منظر دیکھ رہی ہے، وعدوں اور دعوؤں کا منظر، ہر آنے والے نے قوم کو جھوٹے وعدوں اور زبانی دعوؤں کی لالی پوپ سے بہلایا، کوئی ایک تو ایسا ہو جو حقیقت میں ملک وقوم کیلئے کچھ کرکے دکھائے، جناب صدر اور وزیر اعظم صاحب اس اصول سے آپ بخوبی واقف ہوں گے کہ کامیابی کی صورت میں ساری ٹیم اُس کا کریڈٹ حاصل کرتی لیکن ناکامی صرف ٹیم کے سربراہ ہی کے حصے میں آتی ہے، یہی دستور زمانہ ہے اور سابقہ وزیر اعظم شوکت عزیز کا دور اس بات کا بہترین ثبوت ہے، بھوک افلاس، غربت، مہنگائی، بے روزگاری، کرپشن، شفاف انداز حکمرانی اور قانون کی بالادستی کیلئے ضروری ہے کہ سابقہ حکمرانوں کی طرح وعدوں کے سبز باغ دکھانے اور خوشنما بیانات کی موسلادھار بارش کرنے سے گریز کرتے ہوئے ملک وقوم کے مفاد میں عملی اقدامات کا راستہ اپنایا جائے۔

☆☆☆☆☆

خبرنامہ

علامہ محمد عطاء بہاولپوری

شیران اسلام پاکستان کے سرپرست اعلیٰ جانشین حضور مفکر اسلام

صاحبزادہ محمد عطاالحق نقشبندی صاحب مدظلہ

مرکزی امیر خواجہ محمد ناصر رحمانی وناظم اعلیٰ محمد عاصم محمود ایڈووکیٹ نے کہا کہ

ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی شہید تیرا قافلہ رکا نہیں، جھکا نہیں

☆...... ہم صدر مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کی طرف سے ہلال شجاعت اور وزیراعظم پاکستان کی طرف سے اعلیٰ ترین سول ایوارڈ کے اعلانات پر وفاقی وزیر امور صاحب سید حامد سعید کاظمی صاحب کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور اس موقع پر عہد کرتے ہیں کہ پاکستان بنانیوالے علماء ومشائخ اہلسنت کے زیر قیادت ملک واسلام دشمن قوتوں کے خلاف اپنی بھرپور جدوجہد جاری رکھیں گے۔ان خیالات کا اظہار انہوں نے ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے منعقدہ تعزیتی کانفرنس سے خطاب میں کہا۔انہوں نے مزید کہا کہ ایسے عناصر کے خلاف پاک فوج کی طرف سے جاری آپریشن کو دفاع واستحکام پاکستان کیلئے سنگ میل قرار دیتے ہوئے پاک فوج کے شانہ بشانہ ہیں۔کیونکہ پاکستان ہمارے اکابرین کی بے پناہ قربانیوں کا نتیجہ ہے۔لہٰذا اس پر کسی قسم کی آنچ برداشت نہیں کریں گے۔شیران اسلام کے محب وطن مجاہد صفت نوجوان ہر محاذ پر وطن عزیز کی بقاوسالمیت کیلئے کمربستہ ہیں۔

☆☆☆☆

☆...... عظیم مذہبی محقق وسکالر جناب حضرت العلام غلام مرتضیٰ ساقی صاحب کی والدہ صاحب پچھلے دنوں وصال فرماگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔مرحومہ نہایت ہی عابدہ وزاہدہ تھیں۔سرپرست اعلیٰ **'الحقیقہ و شیران اسلام'** جناب صاحبزادہ محمد عطاالحق صاحب مدظلہ اور آپ کے ساتھیوں نے نقش لاثانی اسلامک یونیورسٹی میں فاتحہ خوانی اور دعا فرمائی۔رب تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائیں،ادارہ جناب ساقی صاحب کے شریک غم ہے۔

Monthly
Mujallah **AL-HAQIQA**
July 2009
Reg.No. C.P.L.168

علیک الصلوٰۃ والسلام یا رحمۃ للعلمین

جل جلالہٗ یا رب العلمین

غوث الغیاث
قطب الاقطاب فرد الافراد
سید الاسیاد، سند الاسناد، واہب الارادہ شیخ یگانہ
شہکار ربانی، قیوم زمانی، قندیل نورانی شہنشاہ ولایت

سیّد علی حسین شاہؒ صاحب

عرسِ مقدّس
سالانہ

زبدۃ الصالحین، عمدۃ السالکین
مصدر فیوض و برکات، پیکر انوار و تجلیات

سید محمد اسماعیل شاہؒ
کا چوتھا سالانہ ختم شریف

پیر سید کرامت علی حسین

دربار شہنشاہ لاثانی
وحضور نقش لاثانی
علی پور سیدان شریف

۲۷ جولائی بروز ہفتہ

حضرت پیر سید سعادت علی حسین مدظلہ

حضرت پیر سید امانت علی حسین مدظلہ